www.E-IQRA.INFO

مدرسۃ ابراھیم الاسلامیہ

ST-4 سیکٹر 16/A ملک کوآپریٹو سوسائٹی اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی موبائل: 0300-2227275

نام کتاب .... تحفۂ اعتکاف (فضائل، مسائل، احکام)

تالیف .... مولوی محمد عمران عثمان

ترتیب و تنقیح .... اساتذہ جامعہ ابراہیم الاسلامیہ

طباعت .... شفق پرنٹنگ پریس اردو بازار کراچی 0321-2037721

استدعا: اللہ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے، بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ تعالیٰ ازالہ کیا جائے گا۔ جزاك الله خيراً

بیت العلم بنوری ٹاؤن کراچی **021-4916690**

ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی **021-4914596**

ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی **0321-2045610,021-5436478**

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی **021-4927159**

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی **021-4992176**

مکتبہ السعید شاہ فیصل کالونی کراچی **021-8244816**

کتب خانہ اشرفیہ اردو بازار کراچی **021-2213058**

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبد المجید دین پوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب مفتی دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین ، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلٰی الہ وصحبہ اجمعین امابعد !

اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت کیلئے اپنے آپ کو مسجد میں پابند کرنے کا نام اعتکاف ہے، اعتکاف کی کئی قسمیں ہیں، کبھی نفلی واستحبابی ہوتا ہے اور کبھی مسنون وواجب ہوتا ہے، ہر ایک کے تفصیلی احکام وآداب اور وافر فضائل ومسائل ہیں، جو حدیث وفقہ کی ہر کتاب میں تقریباً موجود ہیں، لیکن ہر کتاب ہر کسی کی دسترس میں نہیں ہوتی، پھر بڑی کتابوں کے مختلف ابواب تک رسائی اور استفادہ اتنا آسان کام نہیں ہے کہ معمولی لکھا پڑھا مسلمان اپنی علمی ضرورت وہاں سے پوری کر سکے۔

اس لیے عامی افراد کے بسہولت استفادے کے لئے ’’اعتکاف‘‘ سے متعلق جملہ پہلوؤں پر مشتمل مواد چھان کر چیدہ چیدہ مسائل وفضائل اردو زبان میں آسان تعبیرات کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔

یہ پیش کش ہماری جامعہ کے ایک فاضل مولانا محمد عمران عثمان صاحب حفظہ اللہ کی

کاوش ہے، جہاں تک ہم نے اس رسالے کو دیکھا ہے عمدہ ترتیب، شائستہ تعبیر اور ہر مسئلے کے مأخذ کی نشاندہی سے خوب اطمینان ہوا، اس لیے یہ چند سطریں تحریر کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کا علمی سلسلہ ترقی پذیر ہو، آپ کی تعلیمی و تألیفی کاوشیں مقبول بارگاہ ہو کر مقبول عام ہوں۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فقط والسلام

[illegible]
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی **محمد انعام الحق** صاحب دامت برکاتہم
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رمضان المبارک میں ایک عظیم الشان نعمت اور بہت بڑی دولت ''لیلۃ القدر'' ہے، اس کی وجہ سے رمضان المبارک کی عظمت اور برکت میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے، اوراس کی شان دوبالا ہوگئی ہے، اللہ رب العزت نے اپنے پاک کام میں اس رات کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ایک پوری سورت ''سورۃ القدر'' کے نام سے نازل کی ہے اوراس میں یہ بیان فرمایا کہ اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے، جتنا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے ملتا ہے، اس سے کہیں زیادہ ثواب صرف ایک رات کی عبادت سے ملتا ہے اوراس زیادہ ثواب کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر نبی کریم ﷺ کی امت کو عطا فرمائی ہے اور پہلی امتوں کو شبِ قدر نہیں ملی۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ''لیلۃ القدر'' میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

شبِ قدر کی تعیین کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ وہ اس مبارک مہینے کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں غیر معین طور پر ہوتی

ہے اور ہر سال ایک ہی رات میں نہیں ہوتی، اور آخری عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، بیسواں روزہ گزار کر جو رات آئے گی وہ اکیسویں رات ہے۔

اس فضیلت کو اور عظیم رات کو اور اس کے اجر کو حاصل کرنے کے لیے ایک اور عبادت کو سنت قرار دیا گیا ہے، اس کو ''اعتکاف'' کہتے ہیں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہر جائے اور شدید ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے، اعتکاف پر جو ثواب کا وعدہ ہے وہ ہر حالت میں مل جائے گا، خواہ مسجد میں سوتا ہی رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد اللہ رب العزت کا دربار اور شاہی آستانہ ہے، اس وجہ سے مسجدوں میں بازاروں کی طرح آوازیں بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے، ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، تو اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے دربار میں پڑا رہے، اگر کوئی شخص کسی دنیا دار انسان کے دروازہ پڑا رہے تو وہ بھی آخر اس کو کچھ دے ہی دیتا ہے، محروم واپس نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں، اگر کوئی شخص دس دن تک اللہ کے دربار میں پڑا رہے گا اور شاہی آداب کے خلاف کوئی کام نہیں کرے گا تو وہ کیسے اللہ کی رحمت ونوازش اور محبت سے محروم رہے گا، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اعتکاف کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ خود کو وابستہ کر لینا ہے، سب سے ہٹ کر اور ساری دنیا کی مشغولیتوں کو چھوڑ کر اسی کی پاک ذات میں مشغول ہوجائے، اور غیر اللہ سے مکمل طور پر الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس طرح مشغول ہوجائے کہ خیالات اور تفکرات میں صرف اور صرف اللہ پاک کی فکر اور اس کی محبت میں سما جائے، کیونکہ یہی محبت اور فکر وخیال کل قبر میں کام آئے گا، جب سب اکیلا قبر میں چھوڑ کر واپس آجائیں گے پھر اللہ کی محبت سے وہاں سکون ہوگا، ورنہ تاریکی، اکیلا پن، وحشت اور کیڑے مکوڑے، سانپ بچھو وغیرہ موذی جانوروں کی وجہ سے

عذاب میں مبتلا رہے گا، اس لیے جسم میں طاقت اور استطاعت کی صورت میں اعتکاف میں بیٹھ کر ان عظیم نعمتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، موت کے بعد قبرستان میں اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے مسجد نہیں ملے گی، اس لیے زندگی کو غنیمت سمجھے۔

اور کوئی بھی عباوت، طریقے اور مسائل معلوم کئے بغیر صحیح طور پر انجام دینا ممکن نہیں ہے، اس لیے ہر عباوت کو انجام دینے سے پہلے اس کے مسائل اور طریقے کو معلوم کرنا ضروری ہے، ورنہ عباوت قبول نہیں ہوگی اور محنت ضائع ہو جائے گی۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل جناب مولانا مفتی محمد عمران عثمان صاحب نے ''تحفہ اعتکاف'' کے نام سے اعتکاف کے فضائل، مسائل اور احکام پر ایک تفصیلی کتاب تالیف کی ہے اور جہاں جہاں سے مسائل کو لیا ہے اس کا ماخذ بھی ذکر کیا ہے، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو اور عربی میں لکھے گئے فتاویٰ کی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے،

اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کو قبول فرمائیں اور عوام وخواص سب کے لیے نافع بنائیں اور صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں، آمین۔

کتبہ محمد انعام الحق دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۷/۸/۱۴۳۲ھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتکاف کی لغوی تعریف:

"اعتکاف" کے لغوی معنی ٹھہرنے اور روکنے کے ہیں یعنی کسی جگہ ٹھہرنا اور اس میں اپنے آپ کو روکنا۔

اعتکاف کے شرعی معنی:

اور "اعتکاف" کے شرعی معنی یہ ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے گھر (یعنی مسجد) میں ٹھہرنے کو عبادت سمجھ کر اعتکاف کی نیت سے ایسی مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہو ٹھہرا رہے۔

اجتماعی اعتکاف کا ثبوت

مسلم شریف (جلد اول ص ۳۷۰) میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش میں کیا تھا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف بھی اسی واسطے کیا، پھر مجھے کسی بتانے والے (فرشتہ) نے بتایا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے (اس لیے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہے) جو شخص تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے کر لے چنانچہ آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا۔

بخاری (جلد اول ص ۲۷۱) میں یہ الفاظ ہیں جن لوگوں نے میرے ساتھ پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔

مسلم (ج۱، ص ۳۷۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے لیے بھی خیمے

لگائے گئے گو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوارہ نہ فرمایا اس بناء پر کہ ان کے غیر مخلص ہونے کا اندیشہ ہوا یا بوجہ غیرت کے کہ مسجد میں مرد بھی ہوں گے منافق دیہاتی سبھی قسم کے لوگ آئیں گے پھر حاجات بشریہ کے لیے ان کا نکلنا بھی ضروری ہوگا اس بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ مسجد میں ہونا مقصد اعتکاف تخلی عن الدنیا والازواج کو فوت کردے گا۔ (نووی شرح مسلم ج۱ ص۳۷۱، ماخوذ از فقیہ الامت ص۲۶۶ قسط ثالث مفتی اعظم حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہم دار العلوم دیو بند)

اعتکاف کی فضیلت اور ثواب

اگر خالص اللہ کو راضی کرنے کے لیے اعتکاف کیا جائے تو بہت اونچی اور عظیم الشان عبادت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا بہت اہتمام فرماتے تھے، امام زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے کام کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اخیر زندگی تک کبھی بھی رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف نہیں چھوڑا، لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرتے۔

حدیث نمبر:۱

عن ابن عباس أن رسول اللہ ﷺ قَالَ فِیْ الْمُعْتَکِفِ فَھُوَیَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَیَجْرِیْ لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا

(رواہ ابن ماجہ ج۱ ص۱۲۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا کہ وہ (اعتکاف کی وجہ سے مسجد میں مقید ہوجانے کی وجہ سے) گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔

(ترجمہ از مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

تشریح:

اس حدیث میں اعتکاف کے دو بڑے اہم فائدے بیان کیے گئے ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آدمی جہاں بھی بیٹھتا ہے ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور پھر دنیا بھر کے قصے، قضیے پیش آتے ہیں جن میں جھوٹ، سچ، غیبت، بہتان وغیرہ ضرور ہوتا ہے۔ بچتے بچتے بھی آدمی اپنے ماحول کے اثرات سے بہت کم محفوظ رہتا ہے، لیکن مسجد میں بیٹھ کر آدمی ان تمام جھگڑوں سے بچ جاتا ہے۔

تشریح: از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

جب بندہ اعتکاف کی نیت سے اپنے کو مسجد میں مقید کر دیتا ہے تو اگر چہ وہ عبادت اور ذکر و تلاوت وغیرہ کے راستے سے اپنی نیکیوں میں خوب اضافہ کرتا ہے لیکن بعض بہت بڑی نیکیوں سے وہ مجبور بھی ہو جاتا ہے، مثلاً وہ بیماروں کی عیادت اور خدمت نہیں کر سکتا جو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، کسی لاچار، مسکین، یتیم اور بیوہ کی مدد کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتا، کسی میت کو غسل نہیں دے سکتا جو اگر ثواب کے لیے اور اخلاص کے ساتھ ہو تو بہت بڑے اجر کا کام ہے۔ اسی طرح نماز جنازہ کی شرکت کے لیے نہیں نکل سکتا، میت کے ساتھ قبرستان نہیں جا سکتا جس کے ایک ایک قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیاں لکھی جاتی ہیں لیکن اس حدیث میں اعتکاف والے کو بشارت سنائی گئی ہے کہ اس کے حساب اور صحیفۂ اعمال میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ سب نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں جن کے کرنے میں وہ اعتکاف کی وجہ سے مجبور ہوتا ہے اور وہ ان کا عادی تھا۔ (معارف الحدیث حصہ چہارم ص ۳۵۹)

تشریح: از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ

دو مخصوص منافع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں، ایک یہ کہ

اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن اور حفاظت رہتی ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کرسکتا، اس لیے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کیے بھی ملتا رہے گا۔ اللہ اکبر! کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے، درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دار برستی ہے ؎

بہانہ مے دہد بہائے دہد

مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں توجہ کون کرے اور کیوں کرے، کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(فضائل رمضان از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ ص ۵٦، فصل ثالث)

حدیث نمبر: ۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کے لیے صرف ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ اس معتکف اور دوزخ کے درمیان تین خندقیں حائل کردیں گے جو (لمبائی چوڑائی میں) خافقین سے زیادہ وسیع ہوں گی۔

تشریح: خافقین کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب، کے درمیان ہے۔

(۲) جتنا فاصلہ آسمان وزمین کے درمیان ہے۔

حاصل یہ نکلا کہ معتکف کو دوزخ سے بہت دور رکھا جائے گا، یعنی جہنم میں نہ جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۸ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۵۰)

حدیث نمبر: ۳

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنِ اعْتَكَفَ عَشْراً فِيْ رَمضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ

ترجمہ: حضرت علی بن حسین اپنے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا تو اس کا اجر دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔

(الترغیب والترہیب ج ۲، ص ۱۴۹ بحوالہ بیہقی دار احیاء التراث العربی)

احادیث اعتکاف مختصر تشریح کے ساتھ:

اب اعتکاف سے متعلق چند احادیث ذیل میں مختصر تشریح کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں:

”عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه الله عز وجل ثم اعتکف ازواجه بعد“

”حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالی آپ ﷺ کو وفات دے دی پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں“۔

اس حدیث سے اعتکاف کی اہمیت معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ اس پر

مداومت فرمائی ہے، اور ازواج مطہرات کے اعتکاف کا ذکر تو آگے آئے گا، نیز عورت کے اعتکاف کرنے کی تفصیل بھی ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے آخر میں تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ ﷺ کا ن یعتکف العشر الاواخر من رمضان، قال نافع وقد ارانی ابن عمر المکان الذی کان یعتکف فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد "(صحیح مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اور حضرت نافعؒ (جنہوں نے یہ حدیث ابن عمرؓ سے روایت کی ہے) فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے مجھے مسجد میں وہ جگہ بھی دکھائی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے"

عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وروا ہ اسطوانۃ التوبۃ"

(ابن ماجہ وقال الشوکانی رجال اسنادہ ثقات نیل الاوطار: ج۴ص ۲۶۶)

"حضرت نافع ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہیں کہ جب آنحضرت ﷺ اعتکاف فرماتے تو اسطوانہ توبہ کے پیچھے یا تو آپ ﷺ کا بستر بچھا دیا جاتا تھا یا چار پائی ڈال دی جاتی تھی"۔

اسطوانہ توبہ مسجد نبی کے اس ستون کا نام ہے جسے اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں، اور اس ستون پر حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔اس کے پیچھے وہ جگہ ہے جہاں اعتکاف کے وقت آپ ﷺ کا بستر بچھایا جاتا یا چار پائی ڈالی جاتی، آج کل اس جگہ پر ایک ستون ہے جسے اسطوان السریر کہتے ہیں، اور یہ نام اس ستون پر لکھا ہوا بھی

ہے، یہ ستون روضہ اقدس کی مغربی جالی سے متصل ہے۔

بہرکیف ! اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اعتکاف کے لیے مسجد میں بستر بچھانا بھی جائز ہے، اور اگر کسی شخص کو فرش پر سونے میں نیند نہ آئے تو چارپائی بھی ڈال سکتا ہے، لیکن اچھا یہی ہے کہ چند روز کے لیے اتنا زیادہ اہتمام نہ کیا جائے، بلکہ سادگی کے ساتھ فرش پر سوئیں، آنحضرت ﷺ چوں کہ پیغمبر تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے کام اس لیے فرمائے ہیں تاکہ امت کو ان کا جائز ہونا معلوم ہوجائے، لہٰذا آپ ﷺ نے چارپائی ڈلوا کر اس کا جائز ہونا بھی بتادیا، لیکن عام مسلمانوں کے لیے بہتر یہی ہے کہ فرش پر سونے کا انتظام کریں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص ہر سال مسجد کی کسی ایک ہی جگہ پر اعتکاف کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ ایک تو اس کا ایسا اہتمام نہیں کرنا چاہیے جیسے وہ جگہ لازمی طور پر اعتکاف کے لیے مخصوص ہوگئی ہو، اور وہیں پر اعتکاف کرنا ضروری ہے۔ دوسرے اس غرض کے لیے کسی ایسے شخص کو اس جگہ سے ہٹانا جائز نہیں جو پہلے سے اس جگہ پر اعتکاف کا انتظام کر کے وہاں بیٹھ چکا ہو۔ اعتکاف چوں کہ ایک عظیم عبادت ہے، اس لیے اس میں کسی خاص جگہ پر قبضہ کرنے کے لیے لڑائی جھگڑا کرنا یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا یا اس کا دل دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

عن عائشة قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعتكف كل رمضان فاذا صلى الغداة جاء مكانه الذى اعتكف فيه، قال: فاستاذنته عائشة ان تعتكف فاذن لها فضربت فيه قبة وسمعت زينب، فضربت قبة اخرى، فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغداة ابصر اربع قباب، فقال : ماهذا فاخبر خبرهن، فقال : ماحملهن على هذا؟ البر؟ انزعوها فلا اراها فنزعت، فلم يعتكف فى

رمضان حتی اعتکف فی اخر العشر من شوال (بخاری ومسلم)

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے، پس جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ پر تشریف لاتے جہاں اعتکاف کرنا ہوتا، راوی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بھی آپ ﷺ سے اعتکاف کی اجازت مانگی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی، چناں چہ انہوں نے مسجد میں ایک خیمہ لگالیا، حضرت حفصہ نے سنا تو انہوں نے بھی ایک خیمہ لگالیا، حضرت زینبؓ نے سنا تو انہوں نے بھی ایک اور خیمہ لگالیا، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ چار خیمے لگے ہوئے ہیں (ایک آپ ﷺ کا اور تین ازواج مطہرات کے) آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو ازواج مطہرات کے بارے میں بتایا گیا (کہ یہ ان کے خیمے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ (کیا نیکی کی وجہ سے) ان خیموں کو نکال دو، اب میں انہیں نہ دیکھوں۔ چناں چہ خیمہ اٹھادیئے گیے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اعتکاف نہیں فرمایا، یہاں تک کہ شوال کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا۔''

اس حدیث میں یہ بات قابل غور ہے کہ آپ ﷺ نے شروع میں حضرت عائشہؓ کو اعتکاف کی جازت دے دی تھی، لیکن جب دوسری ازواج مطہرات نے خیمے لگائے تو سب کو منع فرمادیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے (واللہ اعلم) کہ حضرت عائشہؓ کا مکان مسجد سے اتنا متصل تھا کہ اس کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا اس لیے اگر وہ اپنے مکان کے دروازے کے ساتھ ہی مسجد میں پردہ لگا کر اعتکاف فرماتیں تو ضروریات کے لیے بار بار مسجد میں مردوں کے سامنے سے نہ گذرنا پڑتا، بلکہ ایسا ہی ہوجاتا جیسے اپنے گھر میں اعتکاف کررہی ہیں۔ اس کے برخلاف دوسری ازواج مطہرات کے مکانات کچھ فاصلے پر تھے، اس لیے اگر وہ مسجد میں اعتکاف فرماتیں تو

انہیں بار بار مسجد سے گزر کر اپنے مکان میں جانا پڑتا اور عورت کے لیے اس طرح مسجد میں اعتکاف کرنا آپ ﷺ نے پسند نہیں کیا اور فرمایا کہ عورت کے لیے یہ کوئی نیکی نہیں ہے، لیکن جب آپ ﷺ نے دوسری ازواج مطہرات کے خیمے اٹھوائے تو حضرت عائشہ کا بھی اٹھوا دیا، تا کہ دوسری ازواج مطہرات کو شکایت نہ ہو، اور پھر خود بھی اعتکاف نہیں فرمایا، تا کہ حضرت عائشہ کی دل شکنی نہ ہو۔ اور پھر خود شوال میں اعتکاف کر کے اس ناغہ کی تلافی فرمادی۔ اس طرح اس عمل سے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حق سے لے کر ازواج مطہرات تک سب کے حقوق کی رعایت اس انداز سے فرمائی کہ سبحان اللہ!

بہر کیف! اس حدیث سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعتکاف کے لیے پردہ وغیرہ لگا کر کوئی جگہ گھیر لینا جائز ہے، اگلی حدیث جو آرہی ہے اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے ایک ترکی خیمہ لگایا گیا، البتہ یہ جگہ گھیرنا اس وقت جائز ہے جب دوسرے مصلیوں یا معتکفین کو اس سے تکلیف نہ ہو، ورنہ کوئی جگہ گھیرے بغیر اعتکاف کرنا چاہیے، چناں چہ بعض علما نے ازواج مطہرات کے خیمے اٹھوانے کی ایک حکمت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ خیموں کی کثرت سے مسجد کے تنگ پڑھنے کا اندیشہ بھی ہو۔

دوسری بات حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہیں کرنا چاہیے، اور اگر وہ ایسا کرے تو شوہر کو اعتکاف ختم کرانے کا بھی حق ہے، نیز اگر شوہر اجازت دے چکا ہو پھر مصلحت اعتکاف نہ کرنے میں معلوم ہو تو سابقہ اجازت سے رجوع کرنا بھی جائز ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ اس طرح اعتکاف شروع کرنے کے بعد توڑنے سے اس دن کے اعتکاف کی قضا واجب ہوگی جس دن کا اعتکاف توڑا ہے، ہاں اگر اعتکاف شروع نہ کیا ہو تو پھر قضا واجب نہیں، اور حدیث

مذکور میں ظاہر یہی ہے کہ ازواج مطہرات نے ابھی اعتکاف شروع نہیں کیا تھا۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خواتین کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی عورت جس کا مکان مسجد سے بالکل متصل ہو اس طرح پردے کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرے کہ اسے مسجد میں باہر نکلنے کی ضرورت نہ ہو اور آس پاس بھی مرد نہ ہوں تو اپنے شوہر کے ساتھ اعتکاف کر سکتی ہے، لیکن افضل بہر صورت یہی ہے کہ گھر میں اعتکاف کرے۔

عن ابی سعید خدریؓ ان رسول الله ﷺ اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکفت العشر الاول التمس هذه اللیلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الاواخر فقد اریت هذه اللیلة ثم انسیتها وقد رایتنی اسجد فی ماء وطین من صبیحها فالتمسوها فی العشر الاواخر والتمسوها فی کل وتر قال فمطرت السماء تلک اللیلة وکان المسجد علی عریش فوکف المسجد فبصرت عینای رسول الله ﷺ وعلی جبهته اثر الماء والطین من صبیحة احدی وعشرین“.

(متفق علی واللفظ لمسلم فقیل لی انها فی العشر الاواخر والباقی للبخاری مشکوٰۃ المصابیح)

”حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ترکی خیمے کے اندر رمضان کے پہلے عشرے کا اعتکاف فرمایا، پھر بیچ کے عشرے کا، پھر سر باہر نکالا اور فرمایا، میں نے پہلے عشرے کا اعتکاف شب قدر تلاش کرنے کے لیے کیا، پھر اسی مقصد سے دوسرے عشرے کا اعتکاف کیا، پھر میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ شب قدر آخری عشرے میں ہے، لہٰذا جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا

چاہیے وہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے، اس لیے کہ مجھے پہلے شب قدر دکھادی گئی تھی، پھر اسے بھلا دیا گیا، اور اب میں نے یہ دیکھا ہے کہ میں شب قدر کی صبح کو پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، لہٰذا اب تم شب قدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ اسی شب بارش ہوئی، اور مسجد چھپر کی تھی اس لیے ٹپکنے لگی، چناں چہ اکیس رمضان کی صبح کو میری آنکھوں نے آنحضرت ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پانی اور کیچڑ کا نشان تھا۔‘‘

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف کا اصلی فائدہ شب قدر کی فضیلت کا حصول ہے، چناں چہ جب تک آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ شب قدر آخری عشرے میں ہے، اس وقت تک آپ ﷺ شب قدر کی تلاش میں پہلے اور دوسرے عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے، اور جب آپ ﷺ کو یہ بتادیا گیا کہ شب قدر آخری عشرے میں آئے گی، تو آپ ﷺ نے آخری عشرے کا مزید اعتکاف خود بھی فرمایا اور دوسرے حضرات کو بھی اس کی ترغیب دی۔

اس سال آنحضرت ﷺ کو یہ بھی بتادیا گیا کہ شب قدر وہ رات ہوگی جس کی صبح کو آپ ﷺ پانی اور کیچڑ میں سجدہ کریں گے، یعنی بارش کی وجہ سے زمین بھیگی ہوئی ہوگی، چناں چہ اکیسویں شب میں بارش ہوئی، اور صبح کی نماز میں آپ ﷺ نے اسی گیلی زمین پر سجدہ فرمایا، اس طرح متعین ہوگیا کہ شب قدر اس سال اکیسویں شب میں آئی تھی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی ہمیشہ اکیسویں شب ہی میں شب قدر ہوگی، بلکہ راجح قول یہی ہے کہ شب قدر عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی رہتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی کو مٹی یا کیچڑ سے بچانے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں، تھوڑی بہت مٹی یا کیچڑ اگر پیشانی

کو لگ جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

اور حدیث میں اصل غور طلب بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اگر چہ گناہوں سے پاک تھے اور آپ ﷺ کے درجات انتہائی بلند تھے، اس کے باوجود شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ نے اسقدر محنت اٹھائی کہ پورا مہینہ اعتکاف کی حالت میں گزار دیا، ہم لوگ تو اس فضیلت کے کہیں زیادہ محتاج ہیں، اس لیے ہمیں اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

"عن ابن عباس أن رسول الله ﷺ قال فی المعتکف :هو یعتکف الذنوب ویجری له من الحسنات کعامل الحسنات کلها"

(رواہ ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اعتکاف کرنیوالا گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کی تمام نیکیاں اسی طرح لکھی جاتی رہتی ہیں جیسے وہ ان کو خود کرتا رہا ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ اعتکاف کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جتنے دن انسان اعتکاف میں رہے گا، گناہوں سے محفوظ رہے گا، اور جو گناہ وہ باہر رہ کر کرتا اب ان سے رک جائے گا، لیکن یہ اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ باہر رہ کر جو نیکیاں وہ کیا کرتا تھا، اعتکاف کی حالت میں بدستور لکھی جاتی رہتی ہیں اور اسے ان کا ثواب دیا جاتا ہے، مثلاً کوئی شخص مریضوں کی عیادت یا تیمارداری کرتا تھا، یا غریبوں کی امداد کیا کرتا تھا، یا کسی عالم یا بزرگ کی مجلس میں جایا کرتا تھا، یا تعلیم و تبلیغ کے لیے کہیں جاتا تھا اور اعتکاف کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکا تو وہ ان نیکیوں کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا، بلکہ اس کو بدستور ان نیکیوں کا ایسا ہی ثواب ملتا رہے گا جیسے خود ان کو انجام دیتا رہا ہو۔

عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ

اعتکف ادنی الی راسه وھو فی المسجد فارجله وکان لایدخل البیت الا لحاجة الانسان" (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح)

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں ہوتے تو (مسجد میں بیٹھ کر) اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس میں کنگھی کر دیتی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں قضا حاجت کے سوا کسی اور کام کے لیے تشریف نہ لاتے تھے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو مسجد میں ہوتے اور حضرت عائشہؓ اپنے گھر ہوتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر کو ذرا سا مسجد سے باہر نکال کر حضرت عائشہ سے کنگھی کروالیتے تھے، اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اس طرح سر بھی دھلوالیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سر دھلواتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان صرف دروازہ کی چوکھٹ حائل ہوتی تھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳ ص ۹۴)

اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ سر دھونے یا کنگھی کرتے وقت حضرت عائشہ حیض کی حالت میں بھی ہوتی تھیں۔ اس طرح اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

۱..... معتکف کے لیے کنگھی کرنا اور سر دھونا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ خود مسجد میں رہے اور پانی مسجد سے باہر گرے۔

۲..... دوسرے شخص سے بھی یہ کام کرائے جاسکتے ہیں اور ایسے شخص سے بھی جو مسجد سے باہر ہو، عورت سے بھی یہ کام کروایا جاسکتا ہے خواہ وہ حائضہ ہی کیوں نہ ہو۔

۳..... معتکف کے بدن کا کچھ حصہ اگر مسجد سے باہر نکل جائے تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ جسم کا صرف اتنا حصہ باہر ہو کہ دیکھنے والا پورے آدمی کو مسجد سے باہر نکلا ہوا نہ دیکھے۔

۴.....قضا حاجت کے لیے معتکف اپنے گھر میں جا سکتا ہے، ان تمام مسائل کی تفصیل ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے زیرِ عنوان آئے گی۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله يمر بالمريض وهو معتكف فيمر ولا يعرج يسأل عنه" (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح)

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں کسی مریض کے پاس سے گزرتے تو ٹھہرتے اور راستے سے ہٹے بغیر گزرتے ہوئے اس کا حال پوچھ لیتے تھے۔"

مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ قضا حاجت کے لیے مسجد سے باہر تشریف لاتے اور آپ ﷺ کا گزر کسی بیمار کے پاس سے ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو اس کی عیادت کے لیے اپنے راستے سے ہٹتے اور نہ ہی مریض کے پاس ٹہرتے، بلکہ چلتے چلتے اس کی مزاج پرسی فرمالتے تھے۔ (مرقاۃ: ج۴ص۳۲۹)

اس سے معلوم ہوا کہ معتکف جب کسی شرعی عذر سے مسجد سے باہر نکلے تو اسے ضرورت سے زائد ایک لحہ بھی باہر نہ ٹھہرنا چاہیے، ہاں راستے میں چلتے چلتے کسی سے کوئی بات کرلے یا بیمار پرسی کرلے تو جائز ہے، لیکن اس غرض کے لیے رکنا یا راستہ بدلنا جائز نہیں۔ چناں چہ حضرت عائشہ بھی اسی پر عمل فرماتی تھیں، ایک روایت میں ہے کہ وہ اعتکاف کے دوران ضرورت کی وجہ سے گھر میں جاتیں، وہاں کوئی مریض ہوتا تو اس کی مزاج پرسی چلتے چلتے کرلیتی تھیں، اس کے لیے ٹھہرتی نہ تھیں۔

(جامع الاصول ج ۱ص ۳۴۱ بحوالہ موطا امام مالک)

عن صفية زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها جاء ت رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوره في اعتكافه في المسجد في العشر الاواخر من رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبي

صلی اللہ علیہ وسلم معھا یقلبھا حتی اذا بلغت باب المسجد عند باب ام سلمۃ مر رجلان من الانصار فسلما علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقل لھما النبی ﷺ علی رسلکما انما ھی صفیۃ بن حی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ و کبر علیھما فقال النبی ﷺ ان الشیطان یبلغ الانسان مبلغ الدم و انی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا "۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے اعتکاف کی حالت میں مسجد آئیں، یہ رمضان کے عشرہ اخیرہ کی بات ہے، اور کچھ دیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتی رہیں، پھر واپس گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوگیے، یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر حضرت ام سلمہ کے دروازے کے قریب پہنچے تو دو انصاری صحابی پاس سے گزرے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھرو! یہ عورت صفیہ بنت حی ہیں، کوئی اور نہیں۔ انہوں نے (تعجب سے) سبحان اللہ کہا اور یہ بات انھیں شاق گذری (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں یہ خیال کیوں فرمایا کہ ان کے دل میں کوئی بدگمانی آئی ہوگی) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان سے اتنا قریب ہے جتنا انسان کا خون اس سے قریب ہوتا ہے اور مجھے خطرہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے"۔

یہ حدیث بہت سے عظیم فوائد پر مشتمل ہے:

۱......اول تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ حالت اعتکاف میں کوئی ملنے والا آجائے تو اس سے بات چیت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ یہ خیال رہنا چاہیے کہ اعتکاف کی حالت میں فضول بات چیت سے پرہیز لازم ہے۔

۲...... یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف سے ملنے کے لیے گھر کی کوئی عورت مسجد میں آئے تو

اس کی بھی اجازت ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اول تو پردے کا مکمل اہتمام ہو، دوسرے ایسے وقت میں آئے جب مردوں کا سامنا ہونے کا امکان کم سے کم ہو، بے پردہ، بے حیائی سے بے محابا مسجد میں آنے کا کوئی جواز حدیث سے نہیں ملتا۔

۳...... یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص ملنے کے لیے آئے تو اسے دروازہ تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ جانا جائز ہے، لیکن مسجد سے باہر نہ نکلے۔

۴...... یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ خلوت میں بات کرسکتا ہے، لیکن جو کام میاں بیوی کے مخصوص کام ہیں وہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ مسائل اعتکاف میں اس کی تفصیل آرہی ہے، اور حضرت عائشہ کی اگلی حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

۵...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوں کہ حضرت صفیہ نکل کر گئی تھیں، اور پردے میں ہونے کی وجہ سے اجنبیوں کے لیے ان کی جان پہچان مشکل تھی، اس لیے آپ ﷺ نے انصاری صحابہ کو بتایا کہ یہ نکل کر جانے والی حضرت صفیہؓ ہیں۔

ظاہر ہے کہ صحابہؓ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کسی بدگمانی کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے، لیکن اپنے عمل سے آپ ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ کوئی شخص خواہ کتنے بڑے مرتبہ کا ہو، اسے تہمت کے مقامات سے پرہیز کرنا چاہیے اور ہر اس موقع پر بات واضح کردینی چاہیے جہاں اس کے بارے میں کسی بدگمانی کا شائبہ ہوسکتا ہو۔

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنی طرف سے بدگمانی دور کرنے کے لیے کوئی بات کہے تو یہ نہ صرف جائز، بلکہ مستحسن ہے، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ خاص طور سے علما کرام اور مقتداؤں کو اس کا اہتمام کرنا چاہیے، اس لیے کہ اگر عوام کے دل وجان میں ان کی طرف سے بداعتقادی یا بدگمانی پیدا ہوگئی تو وہ ان سے دینی فائدہ حاصل نہیں کرسکیں گے۔

۶...... اس حدیث سے ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا حسن سلوک بھی

واضح ہوتا ہے کہ اعتکاف جیسی حالت میں بھی آپ ﷺ ان کی دلداری کے لیے دروازے تک انہیں پہنچانے تشریف لے گئے۔

عن عائشة قالت: السنة على المعتكف ان لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امرأة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة الا لمالا بد منه"

(رواہ ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں معتکف کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ کسی کی بیمار پرسی کو جائے نہ کسی جنازے میں شامل ہو نہ کسی عورت کو چھوئے، نہ اس کے ساتھ ملاپ کرے، اور ناگزیر ضروریات کے سوا کسی بھی ضرورت کے لیے باہر نہ نکلے"

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ نے ان بہت سے کاموں کی تفصیل بیان فرمادی ہے جو اعتکاف کی حالت میں ممنوع ہوتے ہیں، ان سب کے تفصیلی احکام ان شاء اللہ مسائل اعتکاف کے زیر عنوان آئیں گے۔

عن ابن عمرؓ ان عمر سال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالجعرانه، بعد ان رجع من الطائف، فقال: يا رسول الله انى نذرت فى الجاهلية ان اعتكف يوما فى المسجد الحرام فكيف ترى؟ قال: اذهب فاعتكف يوما، قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اعطاه جارية من الخمس، فلما اعتق رسول الله صلى الله عليه وسلم سبايا الناس سمع عمر ابن الخطاب اصواتهم يقولون: اعتقنا رسول الله ﷺ فقال ماهذا؟ قالوا اعتق رسول الله ﷺ سبايا الناس، فقال عمر: يا عبدالله اذهب الى تلك الجارية فخل سبيلها"

(رواہ البخاری ومسلم، جامع الاصول: ج۱ص۳۴۶)

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ طائف سے واپسی پر

جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے تو حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک دن کا اعتکاف کروں گا، اب آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور ایک دن کا اعتکاف کرلو'' حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو مال غنیمت میں سے ایک کنیز عطا فرمائی تھی، تو جب آنحضرت ﷺ نے (غزوہ حنین میں) کنیز بنائی ہوئی عورتوں اور غلاموں کو آزاد کیا تو حضرت عمرؓ نے (اعتکاف کے دوران) ان کی آوازیں سنیں کہ ہمیں آنحضرت ﷺ نے آزاد کردیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ نے قیدیوں کو آزاد کردیا ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) فرمایا کہ عبداللہ! اس کنیز کے پاس جاؤ اور اسے بھی آزاد کردو''۔

عام اصول یہ ہے کہ کفر کی حالت میں کسی نے کوئی منت مانی ہو تو اسلام لانے کے بعد اسے پورا کرنا واجب نہیں ہوتا، لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا، کیوں کہ وہ ایک کار خیر تھا اور اگرچہ وہ واجب نہ ہو، لیکن موجب ثواب ضرور تھا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب کفر کی حالت میں کی ہوئی نذر کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسلام کی حالت میں کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرلے تو اس کا پورا کرنا اور زیادہ ضروری ہوگا، چناں چہ اس حدیث سے نذر کے اعتکاف کی اصل نکلتی ہے، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن کے اعتکاف کی نذر بھی درست ہے۔

جعرانہ مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر طائف کے راستے میں ایک جگہ ہے، آنحضرت ﷺ نے طائف کے غزوے سے واپسی پر یہاں سے راتوں رات مکہ مکرمہ تشریف لے جا کر عمرہ کیا تھا، مسجد حرام چوں کہ یہاں سے قریب تھی، اس لیے حضرت عمرؓ نے یہ مسئلہ پوچھا اور پھر جا کر اعتکاف کیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معتکف کے لیے مسجد سے باہر کے حالات لوگوں سے معلوم کرنا جائز ہے، کیوں کہ حضرت عمر نے آزاد شدہ قیدیوں کا شور سن کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ماجرا پوچھا تھا۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما کان یعطی المولفۃ قلوبہم: ج ۱ ص ۴۴۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد شدہ قیدی مکے کی گلیوں میں خوشی سے دوڑتے پھر رہے تھے، اس پر حضرت عمرؓ نے ان کا حال معلوم فرمایا۔

نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف کی حالت میں غلام آزاد کرنا یا اسی قسم کے دوسرے معاملات مثلاً نکاح وطلاق وغیرہ جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۱۰ تا ۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف

نبی کریم ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے جہاں رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپ ﷺ کے لیے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی اور وہاں آپ ﷺ کے لیے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوجاتا اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ وہاں سے چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے اس درمیان میں آپ ﷺ برابر وہیں کھانا پینا فرماتے اور وہیں سوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے جس کو آپ ﷺ کی زیارت مقصود ہوتی وہیں چلی جاتیں اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی آتی تھیں بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر تشریف نہ لاتے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سر صاف کرانا مقصود تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمولہ (حیض) سے تھیں تو آپ ﷺ نے سر مبارک کھڑکی سے باہر کردیا اور ام المؤمنین نے مل کر صاف کردیا۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ صحیح بخاری وغیرہ علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۵)

اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے

۱:......معتکف کا دن اور رات تمام وقت عبادت میں:

اعتکاف کرنے والا اپنے تمام بدن اور تمام وقت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے وقف کر دیتا ہے لہٰذا اس کے دن اور رات کے چوبیس گھنٹے عبادت میں شمار ہوتے ہیں خواہ وہ خاموش بیٹھا رہے اور اس نے فارغ اوقات میں کچھ بھی نہ کیا ہو۔

۲:......معتکف کو ہر وقت نماز کا ثواب:

اعتکاف کی حالت میں اسے ہر وقت نماز کا ثواب ملتا ہے کیونکہ اعتکاف سے اصل مقصود یہی ہے کہ معتکف ہر وقت نماز اور جماعت کے انتظار اور اشتیاق میں بیٹھا رہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب بندہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے تو نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے۔

۳:......معتکف کی شیطان سے حفاظت:

شیطان جو کہ انسان کا قدیمی دشمن ہے اس سے بھی حفاظت رہتی ہے کیونکہ اعتکاف اللہ کے گھر میں (یعنی مسجد) میں ہوتا ہے اور اللہ کا گھر شیطان سے حفاظت کے لیے مضبوط قلعہ ہے۔

۴:......اعتکاف میں گناہوں اور جھگڑوں سے حفاظت:

لوگوں کے ملنے جلنے اور کاروباری مشغولیتوں میں انسان سے بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں، معتکف آدمی اعتکاف کی برکت سے ان گناہوں اور دنیا کے جھگڑوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۵:......اعتکاف میں اچھی صحبت کا ملنا:

اعتکاف کے لیے اللہ تعالیٰ کی حکیم ذات نے مسجد کو اس لیے مقرر فرمایا ہے کہ مسجد میں فرشتوں کا ماحول اور نمازی، پرہیز گار اور تہجد گزار نیک لوگوں کی صحبت میسر ہوتی ہے جو کہ سو فائدوں کا ایک فائدہ ہے اور معتکف بری صحبتوں سے بچا رہتا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

۶:......اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہونے کا شرف:

مسجد چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اعتکاف میں معتکف خدا تعالیٰ کا پڑوسی بلکہ اس کا مہمان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے میزبان ہوتے ہیں اور شریف لوگ اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی عزت اور خاطر و تواضع کیا کرتے ہیں۔ تو کریموں کا کریم اور داتاؤں کا داتا اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی کیا عزت و اکرام کرے گا۔

۷:......معتکف کو فرشتوں کی مشابہت حاصل ہونا:

اعتکاف کی حالت میں معتکف فرشتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے کہ ان کی طرح ہر وقت عبادت اور تسبیح و تقدیس میں رہتا ہے اور چونکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے اس لیے معتکف بھی اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب اور نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے لہٰذا اعتکاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ نزدیکی اور قرب حاصل ہوتا ہے جو کسی اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

۸:......حالت اعتکاف میں اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہونا:

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْراً تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعاً'' یعنی اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ ''وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ صَاعاً'' یعنی اگر وہ

ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں۔ "وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً" یعنی اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

اور اعتکاف کرنے والا تو اپنا گھر اور در چھوڑ کر صرف قریب ہی نہیں اللہ تعالیٰ کے در پر پڑ جاتا ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کا کتنا قرب ملے گا اور اس پر کتنا زیادہ مہربان ہوگا۔

۹:......انوارات اور برکات کا حاصل ہونا:

اعتکاف میں انسان کو یکسوئی حاصل ہوتی ہے اور دل دنیا کی فکروں سے خالی ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں جو اللہ تعالیٰ سے ہٹانے والی ہیں خواہ انسان کے اندر ہوں یا باہر، اعتکاف کی تنہائی اور یکسوئی کی برکت سے آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں۔ اور دل پوری طرح دنیا کے خیالات سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس میں عبادتوں کے انوارات اور برکات حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۱۰:......اعتکاف گناہوں کی معافی اور اللہ کی محبت کا بہترین ذریعہ:

اعتکاف گناہوں کو معاف کرانے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اس کی محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

۱۱:......معتکف پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور نظر کرم:

حالت اعتکاف میں بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر رہتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قدر زیادہ ہوتی ہے اور نظر رحمت اور نظر عفو وکرم کا زیادہ سے زیادہ امکان پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۲:......اعتکاف شب قدر کے حاصل ہونے کا بہترین ذریعہ:

اعتکاف مسنون شب قدر جیسی مبارک رات کی فضیلت حاصل کرنے کا بہترین

ذریعہ ہے کیونکہ معتکف آدمی کا ہر لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے اور جب بھی شب قدر آئے گی یہ بہر حال عبادت میں ہوگا۔

عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معتکف کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی بڑے بادشاہ کے دروازے پر حاجت لے کر جائے۔ پس معتکف گویا بزبان حال یہ کہتا ہے کہ اے میرے اللہ! جب تک آپ مجھے بخشیں گے نہیں اس وقت تک آپ کے دروازے سے نہیں ہٹوں گا۔

اعتکاف کی حقیقت اور روح

حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیات کے بدلے میں اسی کی ذات پاک سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات اور تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جائے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے ساتھ انس ومحبت کے بدلے اللہ کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے کہ (یہ) انس قبر کی وحشت میں کام دے گا کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس ہوگا اور نہ دل بہلانے والا۔ اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

(فضائل رمضان فصل ثالث ص ۶۸۶ از شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ)

اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور سب سے منقطع ہو کر بس اللہ سے لو لگا کہ اس کے در پر (یعنی کسی مسجد کے کونہ میں) پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر وفکر میں مشغول رہے یہ خواص بلکہ اخص الخواص کی عبادت ہے۔ اس عبادت کے لیے بہترین وقت رمضان مبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہوسکتا ہے۔ اس لیے اسی کو اس کے لیے انتخاب کیا گیا۔

نزول قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک میں سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر کا جو بے تابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں آپ مسلسل کئی مہینے غار حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے، یہ گویا آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کا نزول شروع ہو جائے۔ چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایام ہی میں اللہ کے حامل وحی فرشتے جبرئیل علیہ السلام سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شب قدر تھی، اس لیے بھی اعتکاف کے لئے رمضان مبارک کے آخری عشرہ کا انتخاب کیا گیا۔

• روح کی تربیت وترقی اور نفسانی قوتوں پر اس کو غالب کرنے کے لیے پورے مہینے رمضان کے روزے تو تمام افراد امت پر فرض کئے گے، گویا کہ اپنے باطن میں ملکوتیت کو غالب اور بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لیے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی اتنی قربانی تو ہر مسلمان کے لیے لازم کر دی گئی کہ وہ اس پورے محترم اور مقدس مہینے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے دن کو نہ کھائے نہ پیئے۔ نہ بیوی سے متمتع ہو، اور اسی کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گزارے۔

پس یہ تو رمضان المبارک میں روحانی تربیت وتزکیہ کا عوامی اور کمپلسری کورس مقرر کیا گیا، اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لیے اعتکاف رکھا گیا۔ اس اعتکاف میں اللہ کا بندہ سب سے کٹ کے اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک ومولیٰ کے آستانے پر اور گویا اسی کے قدموں میں پڑ جاتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے، اسی کے دھیان میں رہتا ہے اسی کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے، اس

کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہے اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے اور رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت مانگتا ہے اس کو رضا اور اس کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حال میں اس کے دن گذرتے ہیں اور اسی حال میں اس کی راتیں ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے، بلکہ ایک سال کسی وجہ سے رہ گیا تو اگلے سال آپ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا۔
(معارف الحدیث حصہ چہارم ص ۳۵۷)

معتکف کو کن امور میں مشغول رہنا چاہیے

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بہت سارے نوجوان رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ جاتے ہیں۔ اور دوران اعتکاف باتیں اور ہنسی مذاق اور مسجد کے آداب کے خلاف حرکات کرتے رہتے ہیں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ایسی باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے۔ نیز اعتکاف کے آداب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب: اعتکاف کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ معتکف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو مکمل طور پر عبادت کے لیے فارغ کرلیتا ہے اور ان تمام دنیوی مشاغل کو چھوڑ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں عالمگیری میں ہے:

فان فيه تسليم المعتكف كلية الى عبادة الله فی
طلب الزلفی وتبعيد النفس من شغل الدنيا التی هی
مانعة عما يستوجب العبد من القربی (ج۱،ص۲۱۲)

اس لیے معتکف کے لیے اعتکاف کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے فقہاء کرام

نے جو عبادات لکھی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) قرآن حکیم کی تلاوت (۲) حدیث اور دینی علوم میں مشغولیت

(۳) آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ، دوسرے انبیاء کرام سلف صالحین کے حالات کو پڑھنا، دینی امور کی کتابت وغیرہ دوران اعتکاف دنیاوی باتیں ہنسی مذاق اعتکاف کے مقصد کے بالکل خلاف ہیں اور اس میں بعض گناہ کی باتیں بھی ہوجاتی ہیں جو کہ مسجد میں اور پھر حالت اعتکاف میں بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔

ویلازم التلاوة والحدیث والعلم وتدریسه وسیر النبی ﷺ والانبیاء علیهم السلام واخبار الصالحین وکتابة امور الدین اھ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۱۲

(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۴۸)

اعتکاف کا رکن:

اعتکاف میں صرف ایک رکن ہے یعنی کسی بھی مسجد میں خاص طریقہ سے ٹھہرنا اور اپنے آپ کو محبوس کرنا۔

شرائط اعتکاف

اعتکاف میں سات چیزیں شرط ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) اعتکاف کی نیت کرنا (۴) مسجد جماعت میں ٹھہرنا (۵) مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا (۶) عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا (۷) واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ سے ہونا

شرائط کی وضاحت

پہلی شرط: مسلمان ہونا۔

مسئلہ: اگر کافر نے اعتکاف کیا تو درست نہ ہوگا۔

مشرک کیلئے اعتکاف میں بیٹھنے کا حکم:

سوال: مشرک کو اعتکاف میں بیٹھنا جائز ہے؟
جواب: اعتکاف عبادت ہے جو بغیر اسلام کے ادا نہیں ہوتی لہٰذا غیر مسلم اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکتا۔ (فتاویٰ عثمانی، جلد۲ص ۱۹۷)

دوسری شرط: عاقل ہونا یعنی سمجھدار ہونا

مجنون اور ناسمجھ بچے کا اعتکاف کرنا:

مسئلہ: مجنون اور ناسمجھ بچے کا اعتکاف درست نہیں لہٰذا ان دونوں کو اعتکاف کے لیے مسجد میں بٹھانا بھی جائز نہیں کیونکہ بے ادبی کا اندیشہ ہے۔

نابالغ بچہ کا اعتکاف کرنا:

سوال: نابالغ بچہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرسکتا ہے یا نہیں؟ یہاں پر ایک نابالغ لڑکے نے اعتکاف کیا ہے اگر جائز نہ ہو تو کیا اسے اٹھا دیا جائے؟ بینوا توجروا۔
جواب: نابالغ لڑکا سمجھدار ہو، نماز کو سمجھتا ہو اور صحیح طریقہ سے پڑھتا ہو تو معتکف ہوسکتا ہے، نفلی اعتکاف ہوگا مسنون نہ ہوگا، اگر ناسمجھ ہو تو نہیں بیٹھ سکتا کہ مسجد کی بے ادبی کا اندیشہ ہے۔ فقط (فتاوی رحیمیہ جلد۷ص ۲۸۰، عالمگیری جلد۱ص ۲۱۱، حاشیہ طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ: نابالغ سمجھدار بچہ کا اعتکاف چونکہ نفلی ہوتا ہے اس لیے سنت علی الکفایہ کی ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے کافی نہ ہوگا۔

تیسری شرط: اعتکاف کی نیت کرنا:

نیت کے بغیر اعتکاف کا حکم: اعتکاف ایک عبادت ہے اور عبادت بغیر نیت کے درست نہیں ہوتی۔ (بدائع الصنائع جلد۲ص ۲۷۴)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے بغیر نیت اعتکاف کیا تو واجب اعتکاف میں ذمہ داری

سے سبکدوش نہ ہوگا اور مسنون اعتکاف میں سنت علی الکفایہ کی ادائیگی نہ ہوگی اور نفلی اعتکاف میں ثواب حاصل نہ ہوگا۔

چوتھی شرط: مسنون اور واجب اعتکاف کے لیے مسجد جماعت کا ہونا

مسئلہ: مسنون اور واجب اعتکاف کے لیے ایسی مسجد ہونا ضروری ہے جس میں باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: جس مسجد میں تین چار وقتوں کی باقاعدہ جماعت ہوتی ہے کسی ایک وقت کی جماعت نہیں ہوتی تو ایسی مسجد میں واجب اور مسنون اعتکاف درست نہیں ہوگا صرف نفلی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع جلد۲ص ۲۸۰)

تنبیہ: یہ شرط مردوں کے اعتکاف کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے اعتکاف کی کیونکہ ان کا اعتکاف گھر میں درست ہوجاتا ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا:

مسئلہ: مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا درست نہیں، اگر کیا تو اعتکاف نہ ہوگا۔

(شامی باب الاعتکاف ۳۸۲)

مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ایسے مکان میں اعتکاف کرنا جہاں پنج وقتہ جماعت ہوتی ہے:

سوال: ایک بستی میں مسجد نہیں ہے لیکن یہاں ایک مکان میں پنج وقت نماز باجماعت ادا کرنے کا انتظام ہے تو ایسے مکان میں اعتکاف صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس مکان میں اعتکاف کرنے سے سنت مؤکدہ اعتکاف ادا ہوگا یا نہیں؟ اور اعتکاف نہ کرنے کی صورت میں پوری بستی کے ذمہ سنت مؤکدہ اعتکاف ادا نہ کرنے کا بار رہے گا یا نہیں؟ یا کیا شکل ہوگی؟

جواب: جبکہ بستی میں مسجد ہی نہیں تو جس مکان میں پنج وقتہ نماز با جماعت ادا کرنے کا انتظام ہو اس میں اعتکاف کیا جائے امید ہے کہ سنت مؤکدہ کا ثواب ملے گا نہ کیا تو کوتاہی کا بار رہے گا، جتنا ہو سکے کر گزرنا چاہیے قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

وقالوا لما سقط عن المرأة في صلوتها المسجد الجامع كذالك سقط في اعتكافها المسجد الجامع. (باب الاعتکاف ومسائل الارکان ص۲۲)

نوٹ: جس مکان میں نماز با جماعت ادا کرتے ہیں وہاں جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کے ثواب سے محرومی رہے گی اس لیے مسجد بنانے کی کوشش جاری رکھیئے۔

اگر مسجد شہید کردی گئی تو اعتکاف کہاں کیا جائے:

اگر شہید شدہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو اور بستی میں دوسری مسجد ہو تو وہاں اعتکاف کیا جائے، مدرسہ کا اعتکاف معتبر نہ ہوگا، اگر مسجد نہیں ہے تو صحیح ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۳)

پانچویں شرط: عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا:

عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا یہ شرط سنت اور واجب اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ واجب اور سنت اعتکاف میں چونکہ روزہ ضروری ہے اور حیض ونفاس کی حالت میں روزہ ہو نہیں سکتا اس لیے اگر اس حالت میں اعتکاف کرلیا تو وہ صحیح نہیں ہوگا۔

چنانچہ اگر عورت کو دوران اعتکاف حیض ونفاس آجائے تو اس کو اعتکاف سے اٹھ جانا چاہیے اگر یہ اعتکاف واجب تھا تو عورت کو اس اعتکاف کی قضا بھی لازم ہے۔

(فتاویٰ شامی جلد ۲ ص ۴۴۱)

واجب اور مسنون اعتکاف میں حیض ونفاس اور اعتکاف کے قضا کرنے کی تفصیل آگے عورتوں کے مسائل میں دیکھ لی جائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۸ بحوالہ علم الفقہ)

مسئلہ: عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا نفلی اعتکاف میں شرط حلت ہے نہ کہ شرط صحت کیونکہ نفلی اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔ (علم الفقہ حصہ سوم جلد۳ ص ۴۴۸)

مسئلہ: اگر کسی عورت نے مثلاً تین دن اعتکاف کی نذر مانی پھر حیض یا نفاس کی حالت میں تین دن کا اعتکاف کیا تو اعتکاف درست نہ ہوگا اور نذر بھی پوری نہ ہوگی۔

چھٹی شرط: مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا:

مرد اور عورت کا جنابت سے پاک ہونا اعتکاف کی شرط حلت یعنی حلال و جائز ہونے کی شرط ہے نہ کہ شرط صحت (شامیہ ص ۳۸۳ جلد حاشیہ طحطاوی)

حاصل یہ ہے کہ اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے اور جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا حرام ہے اس لیے معتکف کا جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے لیکن اگر کوئی اس حالت میں اعتکاف کرے گا تو اعتکاف درست ہو جائے گا، اگر چہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور قیام کرنے کا گناہ عظیم ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۸)

شرط صحت اور شرط حلت میں فرق:

شرط صحت اور شرط حلت میں فرق یہ ہے کہ شرط صحت کے نہ پائے جانے سے اعتکاف ہی صحیح نہ ہوگا لہٰذا اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی یا قسم کھائی تو اس کی نذر اور قسم پوری نہ ہوگی اور شرط حلت کے نہ پائے جانے سے گو ایک فعل حرام کا ارتکاب ہوگا مگر اعتکاف فی نفسہ صحیح اور درست ہو جائے گا۔ اور نذر کرنے والے کی نذر اور قسم کھانے والے کی قسم پوری ہو جائے گی۔ (علم الفقہ حصہ سوم جلد۳ ص ۴۴۸)

فعل حرام سے مراد حالت جنابت میں مسجد میں جانا ہے۔ (حاشیہ علم الفقہ)

ساتویں شرط: واجب اور سنت اعتکاف میں روزہ سے ہونا:

اعتکاف واجب میں روزہ کی شرط سے متعلق مسائل:

مسئلہ: واجب اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے، جب کوئی شخص واجب اعتکاف

کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزہ کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات اور دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دن کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی۔ اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کی تو پھر رات ضمنا بھی داخل نہیں ہوگی۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۳، عالمگیری جلد ۱، ص ۲۱۱، ۲۱۳، شامی جلد ۲، ص ۴۴۲)

مسئلہ: واجب اعتکاف میں روزہ کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے رمضان میں اعتکاف کی نذر کی تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے البتہ اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفلی روزہ اس کے لیے کافی نہیں مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔

(علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۳ شامی، عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۱)

اعتکاف مسنون میں روزہ کی شرط سے متعلق مسائل:

مسئلہ: اعتکاف مسنون کے لیے بھی مفتی بہ اور راجح قول کے مطابق روزہ شرط ہے۔

مسئلہ: چنانچہ اگر کسی شخص نے بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا اور مسنون اعتکاف میں بیٹھا تو اعتکاف مسنون نہ ہوگا، بلکہ یہ اعتکاف نفلی بن جائے گا اور اس سے سنت علی الکفایہ کی بجا آوری نہ ہوگی۔

(شامی جلد ۲ ص ۴۴۲ باب الاعتکاف، عمدۃ الفقہ، جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

نفلی اعتکاف میں روزہ کا حکم:

راجح قول کے موافق نفلی اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں۔

(شامی ج ۲ ص ۴۴۴، عالمگیری ص ۲۱۱ ج ۱، بحر الرائق ج ۲ ص ۵۲۵)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

① واجب ② مسنون ③ مستحب یا نفل

تنبیہ: چونکہ واجب اعتکاف کی ضرورت کم پیش آتی ہے اس لیے واجب اعتکاف کے مسائل سب سے آخر میں ذکر کیے جائیں گے۔ اور سنت اور نفل اعتکاف کے مسائل کو پہلے بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مسنون اعتکاف کی تعریف:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کو اعتکاف مسنون کہتے ہیں۔

(عالمگیری جلد ا ص ۲۱۱)

اور اس کا پورا نام سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے (مراقی الفلاح و مسائل اعتکاف ص ۱۰)

رمضان شریف کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف کا حکم:

یہ سنت علی الکفایہ ہے (یہی صحیح ہے) اگر بعض لوگوں نے اس سنت کو ادا کر لیا تو باقی لوگوں سے اس کا مطالبہ ساقط ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر وہ لوگ بلا عذر اس کے ترک پر ہمیشگی کریں گے تو گناہ گار نہیں ہوں گے۔

(عمدۃ الفقہ جلد ۳ ص ۳۹۱ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۴۴۲)

اعتکاف مسنون کے سنت علی الکفایہ ہونے کا مطلب:

سوال: عشرۂ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ کا کیا مطلب ہے؟ صرف ایک مسجد میں اعتکاف کرنے سے پورے شہر والوں کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی یا ایک محلے والوں کی طرف سے ادا ہوگی؟ یا یہ کہ محلے کی ہر ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے؟

جواب: اس سے متعلق کوئی صحیح جزئیہ نہیں ملا، البتہ شامیہ میں اعتکاف کی سنیت کی نظیر اقامت تراویح کہا ہے، اور تراویح کے باب میں تین قول نقل فرما کر اس کو ترجیح دی ہے کہ ہر محلے کی ایک مسجد میں اقامت تراویح سے سنت کفایہ ادا ہو جائے گی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کا بھی یہی حکم ہے۔ (احسن الفتاویٰ، جلد۴، صفحہ ۵۰۹، ۵۰۸)

مسئلہ: رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ کا یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی ایک بستی یا محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کر لے، تو تمام اہل محلّہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی، لیکن اگر سارے محلے میں سے ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو سارے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی)

محلے والوں کی ذمہ داری

۱۔ اس سے واضح ہوگیا کہ یہ ہر محلے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پہلے یہ تحقیق کریں کہ ہماری مسجد میں کوئی اعتکاف بیٹھ رہا ہے یا نہیں، اگر کوئی آدمی نہ بیٹھ رہا ہو تو فکر کر کے کسی کو بٹھائیں۔ (احکام اعتکاف ص۳۲)

۲۔ لیکن کسی شخص کو اجرت دیکر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں، کیونکہ عبادت کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ (احکام اعتکاف ص۳۲ بحوالہ شامی)

۳۔ اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کیلئے تیار نہ ہو تو کسی دوسرے محلے کے آدمی کو اپنی مسجد میں اعتکاف کرنے کے لئے تیار کرلیں، دوسرے محلے کے آدمی کے بیٹھنے سے بھی اس محلے والوں کی سنت ان شاء اللہ ادا ہو جائے گی۔ (احکام اعتکاف ص۳۲ بحوالہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند مکمل، ص۵۱۲، ج۶)

کیا مسنون اعتکاف چھوڑنے کا گناہ عورتوں پر بھی ہوگا؟:

سوال: اگر کسی بستی سے کوئی صاحب معتکف نہ ہوئے تو صرف بالغ مرد گنہگار رہوں گے یا مرد، عورت اور نابالغ لڑکے بھی گنہگار رہوں گے؟

جواب: نابالغ مکلّف نہیں اس پر گناہ نہیں عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے بلکہ اپنے مکان میں ایک جگہ متعین کر کے وہیں اعتکاف کرے کسی نے بھی نہ کیا تو سب بالغ ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۲۳)

دوسرے محلے کے آدمی کے ذریعے اعتکاف کی ادائیگی:

سوال: آیا اگر دوسرے محلے کی مسجد میں عشرہ اخیرہ رمضان کا اعتکاف کرے تو اسکے اعتکاف کرنے سے اس مسجد کے محلے والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا یا اس مسجد کے محلے والوں ہی سے کسی کا معتکف بننا ضروری ہے؟

جواب: جس محلے کی مسجد میں اعتکاف کرے گا اس مسجد سے متعلق سنت اعتکاف ادا ہو جائے گا، مگر اہل محلّہ کو چاہیے کہ خود ہی اعتکاف کریں، دوسرے محلے سے بلا کر اعتکاف کرا کے خود محروم نہ رہیں۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۳۰)

امام کے ذریعہ سنت اعتکاف کی ادائیگی:

سوال: ایک محلّہ کا کوئی آدمی دوسرے محلے کا امام ہو تو ان امام صاحب کو اپنی امامت کے محلے والوں میں سے شرعاً شمار کیا جائے یا نہیں؟ نیز ان کے لیے امامت کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے اس محلے والوں سے اعتکاف مسنون ادا ہو جائے گا؟

جواب: یہ امام صاحب جس محلّہ کی مسجد کے امام صاحب ہیں بحق اعتکاف اسی محلّہ کے شمار ہوں گے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۳۰)

بڑے قصبے کا اعتکاف متصل چھوٹی بستی کی طرف سے:

سوال: بڑے قصبے کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی جو اس قصبہ کے متصل ہو وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: بڑے قصبے کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہو گی۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند جلد ۶ ص ۴۴)

شہر یا بڑی بستی کا اعتکاف مضافاتی آبادیوں کی طرف سے؟:

اگر شہر یا قصبہ کی آبادی دیکھنے میں جدا جدا معلوم ہوتی ہوں تو شہر یا بڑی بستی کا اعتکاف اس کی مضافاتی آبادیوں کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔

(ملخص از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۲۶)

مضافاتی آبادیوں کا اعتکاف شہر یا بڑے قصبے کی طرف سے:

اگر یہ سب آبادیاں دیکھنے میں جداگانہ معلوم ہوتی ہوں تو مضافاتی آبادیوں کا اعتکاف ان سے متعلقہ شہر یا بڑی بستی کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔

(ملخص از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۲۶)

دو آدمیوں کے پانچ پانچ دن اعتکاف سے ادائے سنت:

سوال: بغرض مجبوری دو صاحب پانچ پانچ یوم معتکف ہوئے کیا حکم ہے؟

جواب: اس طرح سنت ادا نہیں ہوگی۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۷۹)

پیسے دے کر اعتکاف بٹھانا:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسئلہ کہ محلّہ کی مسجد میں کوئی آدمی اعتکاف میں نہ بیٹھا ایک باہر کا غیر متعلقہ آدمی تھا۔ مسجد کے متعلقہ آدمیوں نے یہ کہہ کر اس کو اعتکاف میں بٹھادیا کہ ہم تیری خدمت کریں گے چنانچہ وہ بیٹھ گیا اور مدت اعتکاف کے مکمل ہونے پر اس کو ایک سو روپے بطور خدمت دیے اب سوال یہ ہے کہ اس غیر متعلقہ آدمی کا اعتکاف محلہ والوں کی طرف سے کفایت کر جائے گا؟ نیز اس کو جو رقم بطور خدمت دی گئی وہ مسجد کے فنڈ سے دی گئی ہے کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ واضح فرمائیں کہ اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اجرت لے کر اعتکاف بیٹھنے سے نہ معتکف کو کوئی ثواب ملے گا اور نہ ہی بٹھانے والوں کو جنہوں نے مسجد کے مملوکہ فنڈ سے ۱۰۰ روپیہ دیا ہے ان پر لازم ہے کہ وہ سو روپیہ

مسجد کے فنڈ میں اپنی طرف سے جمع کرائیں:قال العلامہ النسفی تجری فی العبادات المالیة عند العجز والقدرة ولم تجر فی البدنیة...... الخ
(بحرالرائق ج۳ص۶۵ خیرالفتاوی جلد۴ص۱۳۸)

اعتکاف میں بیٹھنے کی اجرت کا حکم:

سوال: کچھ دے کر اعتکاف کرنا کیسا ہے؟

جواب: اجرت دے کر اعتکاف کرانا جائز نہیں کیونکہ عبادات کے لیے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہے۔

مسنون اعتکاف کی نیت:

مسنون اعتکاف کی اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا مسنون اعتکاف کرتا ہوں۔
(مسائل اعتکاف ص۱۲ بحوالہ عالمگیری ج۱ص۲۱۱)

اعتکاف کی سب سے افضل جگہ:

سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے پھر مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد اس جامع مسجد کا درجہ ہے جس میں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد بہتر ہے اس کے بعد وہ مسجد ہے جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔
(علم الفقہ حصہ سوم ص۴۶، شامیہ ج۲ص۴۴۱)

جامع مسجد میں اعتکاف:

مسئلہ: اگر محلّہ میں جامع مسجد بھی ہے لیکن پنج وقتہ نمازی کم آتے ہیں اور دوسری مسجد جہاں جمعہ نہیں ہوتا اس میں نمازی زیادہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں جامع مسجد

میں اعتکاف کرنا افضل ہے کیونکہ نماز جمعہ کے لیے باہر جانا نہیں پڑے گا۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۳ بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

اگر محلّہ میں دو جامع مسجد ہوں؟:

مسئلہ: اگر محلے میں دو جامع مسجدیں ہوں تو جس میں زیادہ نمازی آتے ہوں وہ افضل۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۳ بحوالہ بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

جامع مسجد کی تعریف:

جامع مسجد سے مراد ہر وہ مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو نیز وہ بڑی مسجد جس میں نمازی بہت کم آتے ہوں۔ وہ حکماً جامع مسجد ہے اور اس میں بھی جامع مسجد کا ثواب ملے گا۔ جامع مسجد میں اعتکاف کرنے کا ثواب پانچ سو اعتکاف کے برابر ملتا ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۳، بدائع الصنائع جلد ۲ ص ۲۸۱)

محلّہ کی مسجد کا حق:

مسئلہ: حقوق کے اعتبار سے اپنے محلے کی مسجد ہی کا زیادہ حق ہے کہ اس میں اعتکاف کیا جائے کیونکہ اعتکاف تراویح بالجماعت کے مشابہ ہے جس طرح محلے کی مسجد میں محلے والوں کے ذمہ تراویح کی جماعت قائم کرنا سنت علی الکفایہ ہے، اگر تمام محلے والے تراویح کی جماعت ترک کردیں تو سنت چھوڑنے کے سب گناہ گار ہوں گے۔ اسی طرح بڑے شہر کے ہر بڑے محلے میں بالکل کوئی اعتکاف نہ کرے تو سب اہل محلّہ سنت کے تارک ہوں گے اور جو شخص محلّہ میں سے اعتکاف کرے گا تو وہ اپنے اعتکاف کا ثواب بھی پائے گا اور اہل محلّہ کو ترک سنت کے وبال سے بچانے کا اس کو الگ ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس کے اعتکاف کرلینے سے سب گناہ سے بچ گئے لہذا اس وجہ سے اپنے محلے والوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کو گناہ سے بچایا جائے بنسبت دوسرے محلے والوں کے کہ ان پر جدا سنت علی الکفایہ ہے اس لیے اپنے محلے ہی کی

مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے۔ (مسائل اعتکاف ص۱۴ بحوالہ عالمگیری، شامی، جامع الرموز)

اعتکاف مسنون کی نیت کا وقت:

مسئلہ: مسنون اعتکاف کی نیت ۲۰ تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے کرلینی چاہیے خواہ مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت کریں یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد کریں، لیکن اگر غروب آفتاب کے کچھ دیر بعد نیت کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا بلکہ مستحب ہوجائے گا کیونکہ نیت کرنے سے پہلے عشرہ آخیرہ کا کچھ وقت ایسا گذر گیا کہ جس میں اعتکاف کی نیت نہیں تھی لہٰذا پورے عشرے کا اعتکاف نہ ہوا جب کہ مسنون یہی تھا۔
(مسائل اعتکاف ص۱۲، امداد الفتاویٰ)

اعتکاف مسنون کا طریقہ:

رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ کو عصر کے بعد سورج غروب ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آخری عشرے کے اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں داخل ہوجائے اور جب شرعی طور پر عید کے چاند کا ثبوت ہوجائے تو اعتکاف ختم کردے اور یہ غروب آفتاب کے بعد ختم ہوجائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص۱۱ بحوالہ شامی جلد۲ ص۴۴۲)

سنت مؤکدہ اعتکاف توڑنے سے قضا لازم ہے یا نہیں؟:

سوال: رمضان کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف توڑنے سے اس کی قضا لازم ہے یا نہیں؟ رمضان کے بعد پورے عشرہ کی قضا کرلے تو کوئی حرج ہے؟

جواب: جس دن اعتکاف توڑ دیا ہے فقط اس دن کے اعتکاف کی قضاء روزہ کے ساتھ ضروری ہے بقیہ ایام کی قضاء ضروری نہیں۔ (ملخص از فتاویٰ رحیمیہ جلد۷ ص۲۷۵)

لیکن احتیاطاً اختلاف سے بچنے کے لیے بعد رمضان دس دن روزہ سمیت قضاء کرلے تو بہتر ہے۔ (رد المحتار تحت قول صاحب الدر المختار اما النفل الخ)

(ملخص از فتاویٰ رحیمیہ جلد۷ ص۲۷۶)

مسنون اعتکاف فاسد ہونے کی صورت میں قضا کا حکم:

احوط تو یہی ہے کہ بعد رمضان پورے عشرہ کا اعتکاف کر لے اور اس عشرے کے روزہ بھی رکھے لیکن یہ حکم وجوبی نہیں جس دن کا اعتکاف مسنون توڑا ہے اس دن کی قضا بھی کافی ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد معتکف کیا کرے؟

مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں، بلکہ عشرۂ اخیرہ کے باقی ماندہ ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھا جا سکتا ہے، اس طرح سنت موکدہ تو ادا نہیں ہوگی لیکن نفلی اعتکاف کا ثواب ملے گا، اور اگر اعتکاف کسی غیر اختیاری بھول چوک کی وجہ سے ٹوٹا ہے تو عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ عشرۂ اخیرہ کا ثواب اپنی رحمت سے عطا فرمادیں، اس لئے اعتکاف ٹوٹنے کی صورت میں بہتر یہی ہے کہ عشرہ اخیرہ ختم ہونے تک اعتکاف جاری رکھیں، لیکن اگر کوئی شخص اس کے بعد اعتکاف جاری نہ رکھے تو یہ بھی جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اس دن باہر چلا جائے، اور اگلے دن سے بنیت نفل پھر اعتکاف شروع کر دے۔

(احکام اعتکاف، ص ۴۸)

دوران اعتکاف، معتکف کا انتقال ہو جانا:

سوال: معتکف کا ۲۴ رمضان المبارک کو انتقال ہو گیا کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اس کی نیت پورے عشرہ کے اعتکاف کی تھی اس کا اس کو اجر ملے گا۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

مستحبات اعتکاف:

اس فصل میں اعتکاف کے آداب اور مستحبات بیان کئے جاتے ہیں، اول معتکفین

ان کا پورا اہتمام رکھیں تا کہ اعتکاف کے حقیقی برکات وثمرات نصیب ہوں۔

آداب ومستحبات اعتکاف:

(۱) نیک اور اچھی باتیں کرنا (۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا (۳) درود شریف پڑھتے رہنا (۴) علوم دینیہ پڑھنا، پڑھانا (۵) وعظ ونصیحت کرنا (۶) جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔ (۷) اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات زیادہ سے زیادہ عبادت الٰہیہ میں صرف کرنا مثلاً نوافل پڑھنا، دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء علیہم السلام کے صحیح واقعات، صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام واولیاء کرام کے حالات وحکایات اور ان کے اقوال وملفوظات کا مطالعہ کرنا۔ (۸) تہجد، اشراق، چاشت، اور اوابین کی نماز اور تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد تمام کا اہتمام کرنا۔ (۹) اذکار مسنونہ کا پڑھنا۔

جتنی تسبیحات آسانی سے پڑھ سکیں سب بہتر ہیں۔ اور تسبیحات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور جو استغفار یاد ہو وہ پڑھیں مثلاً: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ یا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ. یا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ وغیرہ

تنبیہ: جو ذکر بھی کریں، توجہ اور دھیان سے کریں۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول اور فعل اور کسی بھی طرز عمل سے تکلیف پہنچانے سے سخت احتیاط کرنا۔

(تعلیم الاسلام، مسائل اعتکاف ص۵۲ بحوالہ عالمگیری ج۱ ص۲۱۲، وفتح القدیر)

معتکف کے لیے تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کا حکم:

سوال: معتکف جب بھی وضو کرنے کے لیے جائے تو تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب: تحیۃ الوضو پڑھے اور تحیۃ المسجد دن میں ایک بار کافی ہے۔ وتستحب التحیۃ لداخلہ فان کان ممن یتکرر دخولہ کفتہ رکعتان کل یوم الخ.
(الاشباہ ص۵۵۹ احکام المسجد الفن الثالث)

اعتکاف میں حدث اور باوضو رہنے کا حکم:

سوال: اعتکاف میں جاگتے اور سوتے بار بار حدث ہوتا ہو تو بار بار وضو کرنا ہوگا اور ایسی حالت میں تفسیر وفقہ کی کتب کا دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: باوضو رہنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۴)

اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے مسجد میں پردہ ڈالنے کا حکم:

اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اگر پردہ دالنے سے ریا کاری، کبر، عجب پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو نہ ڈالے اور اگر ان امور کا اندیشہ نہ ہو تو یکسوئی کے لیے پردہ ڈال لینا بہتر ہے۔

البتہ فرض نماز کی جماعت ہونے لگے اور پردہ پڑے رہنے سے جماعت میں خلا رہ جانے کا خطرہ ہو تو پردہ ہٹا دینا چاہیے بلکہ بستر اور سامان بھی اٹھالینا چاہے۔ البتہ اگر مسجد بڑی ہو تو پردہ اور سامان نہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص۱۶)

مسئلہ: معتکف کا اعتکاف کے لیے مسجد کے گوشہ میں چادر وغیرہ کا حجرہ یا خیمہ بنا لینا مستحب ہے اور اس میں ستر وغیرہ کی حفاظت ہے اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی کا حجرہ بنانا ثابت ہے بدعت نہیں ہے البتہ معتکف ان باتوں کا خیال رکھے کہ ضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکے نمازیوں کے ایذاء کا سبب نہ بنے صفوں کی درستی میں مخل نہ ہو۔ (مسائل اعتکاف ص۱۶)

اگر اس کام کے لیے کسی نے مسجد میں چادریں رکھی ہیں تو مضائقہ نہیں مسجد کے پیسوں سے خریدی ہوں تو اس کو خیمہ کے لیے کام میں لانا درست نہیں اپنی ذاتی چادر

استعمال کرنا چاہیے۔ (ملخص فتاوی رحیمیہ: جلد ۷ ص ۲۷۹ تا ۲۸۰)

صفوں کے درمیان لٹکی ہوئی معتکف کی چادروں کو بوقت ضرورت کھولنا:

مسئلہ: جماعت کے وقت اعتکاف والی جگہ کی ضرورت ہو تو پردہ کھول کر جگہ دینا ضروری ہے پردہ نہ کھولے گا تو گنہگار ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۷)

اعتکاف کے مباحات

وہ چیزیں جو حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے جائز ہیں۔

بعض باتیں اعتکاف کی حالت میں معتکف کے لیے جائز اور مباح ہیں جن کے متعلق مسائل درج ذیل ہیں:

معتکف کا مسجد میں کھانا، پینا، سونا، اور لیٹنے کا حکم:

معتکف کو چاہیے کہ اپنا کھانا، پینا، سونا اور لیٹنا اور آرام کرنا سب مسجد میں رکھے اس لیے کہ معتکف کے لیے یہ سب باتیں مسجد میں درست ہیں۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۷۱، بحوالہ ردالمحتار)

تمباکو، پان وغیرہ اشیاء کھانے کا حکم:

مسئلہ: مسجد میں تمباکو، پان وغیرہ اشیاء استعمال کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ اشیاء بدبودار ہوں تو مسجد میں استعمال ناجائز ہے اور تقدس مسجد کے خلاف ہے اور اگر بدبودار نہ ہو تو استعمال کی گنجائش ہے لیکن احتیاط پھر بھی بہتر ہے۔ تاہم معتکف نے یہ چیزیں استعمال کیں تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ اور یہ مسئلہ فتاوی محمودیہ میں یوں لکھا ہے:۔

''یہ تمام چیزیں معتکف کے لیے مسجد میں کھانا جائز ہیں بشرطیکہ بدبودار نہ ہوں۔''

(فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۶)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسجد میں چارپائی کا بچھایا جانا:

معتکف مسجد میں چارپائی پر سو سکتا ہے کما فی سفر السعادة وابن ماجه

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان اذا اعتکف طرح له فراشه او یوضع له سریره وراء اسطوانه التوبة . (مجموعہ فتاوی جلد۲ ص ۱۸)

معتکف کا مسجد میں چارپائی بچھانا:

حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے مسجد میں چارپائی بچھانا اور اس پر لیٹنا فی نفسہ جائز اور مباح ہے مگر آج کل مسجد میں چارپائی بچھانا عرفاً خلاف احترام سمجھا جاتا ہے اس لیے احتیاط بہتر ہے۔ (ملخص از فتاوی محمودیہ ص ۲۵۰ جلد ۱۰)

البتہ اگر مسجد چھوٹی ہو اور چارپائی بچھانے کی وجہ سے نماز میں تنگی، اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو درست نہیں۔ (از عمران عثمان)

معتکف کا سامانِ ضرورت اپنے پاس رکھنا:

مسئلہ: معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے۔ لیکن اتنا نہ ہو کہ دوکان ہی لگا لے یا نمازیوں کو جگہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے۔ اور اسی طرح پڑھنے کے لیے دینی کتب بھی رکھ سکتا ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۷۰ بحوالہ ردالمختار جلد۲ ص ۴۴۹)

معتکف کو مختصر سا بستر ہ کھانا کھانے اور پانی پینے ہاتھ وغیرہ دھونے کے لئے برتن وغیرہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ ردالمختار)

معتکف کا لباس تبدیل کرنا خوشبو استعمال کرنا، تیل لگانا اور کنگھی کرنا:

معتکف لباس تبدیل کر سکتا ہے، اسی طرح خوشبو استعمال کرنا سر اور ڈاڑھی میں تیل لگانا، کنگھی کرنا سب باتیں جائز ہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ بدائع الصنائع)

اعتکاف میں ناخن تراشنا، مونچھیں سنوارنا خط یا حجامت بنوانے کا حکم:

مسئلہ: معتکف کو مسجد میں ناخن تراشنا مونچھیں سنوارنا، خط یا حجامت وغیرہ بنوانے

کی بھی رخصت ہے۔لیکن مسجد میں ناخن، پانی اور بال وغیرہ بالکل نہ گرنے پائیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ فتح الباری)

تشریح: یہ باتیں اس شخص کو پیش آتی ہیں جو مسلسل ایک ماہ یا زیادہ کا اعتکاف کر رہا ہو ورنہ دس دن اعتکاف کرنے والے کو ان میں مشغول ہونا اچھا نہیں یہ کام اعتکاف کے بعد بھی ہو سکتے ہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸)

حالت اعتکاف میں ڈاڑھی یا سر پر مہندی یا خضاب لگانا:

سوال: اعتکاف کی حالت میں ڈاڑھی یا سر کو مہندی یا خضاب مسجد میں بیٹھ کر لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد سے سر باہر نکال کر مہندی یا خضاب لگالے۔ (خیر الفتاوی ج ۴ ص ۱۲۹)

حالت اعتکاف میں بدن کا کوئی حصہ دھونا یا کلی کرنا:

مسئلہ: اگر مسجد میں رہتے ہوئے معتکف اپنا سر، ڈاڑھی یا بدن کا کوئی حصہ دھونا چاہے یا کلی کرے تو اس بات کا پورا خیال رکھے کہ بالوں اور مستعمل پانی (یعنی استعمال شدہ پانی) سے مسجد بالکل ملوث نہ ہو، تیل سے مسجد کی صفیں، دیواریں اور صحن بالکل خراب نہ ہوں ورنہ ممنوع ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ بدائع جلد ۲ ص ۲۸۷)

معتکف کا مسجد میں غسل کرنا:

حالت اعتکاف میں غسل تبرید (یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل) مسجد سے نکلے بغیر مسجد ہی میں درست ہے کسی ٹب وغیرہ بڑے برتن میں لے کر۔
(فتاوی محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۴۴)

حالت اعتکاف میں گھر بار اور کاروبار کے متعلق ضروری بات کرنا:

مسئلہ: اپنے بچوں کے متعلق یا دوسری خرید وفروخت کی باتیں کرنا بھی بقدر

ضرورت جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸)

معتکف کا بقدرِ ضرورت خرید وفروخت کرنا:

معتکف تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایات دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں دریافت بھی کرسکتا ہے کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو بقدرِ ضرورت لین دین، سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ بدائع جلد۲ ۲۸۷)

☆ کھانے، پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز خریدنی ہو تو اس چیز کو دیکھنے کیلیے مسجد میں منگوا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آجائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۷ بحوالہ بدائع ج ۲ ص ۲۸۷)

حالت اعتکاف میں بقدرِ ضرورت دنیوی گفتگو:

حالت اعتکاف میں دین کی باتیں کرنا باعث ثواب ہے اور ایسی باتیں کرنا کہ جن میں گناہ نہ ہو مباح ہیں اور بقدرِ ضرورت دنیوی باتیں کرنا بھی منع نہیں لیکن بات کرنے کا مشغلہ نہ بنائیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ حاشیہ شرنبلالی)

حالت اعتکاف میں نکاح اور طلاق رجعی سے رجوع:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں معتکف اپنا یا دوسرے کا نکاح کرسکتا ہے اور اگر بیوی کو طلاق رجعی دے رکھی ہو تو زبان سے اس سے رجوع بھی کرسکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع الصنائع جلد۲، ص ۲۸۷)

معتکف کا بیوی سے بقدرِ ضرورت مسجد میں بات چیت کرنا:۔

مسئلہ: حالت اعتکاف میں ضرورت کی بات چیت بیوی سے کرنے کی اجازت ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۵)

معتکف کا مسجد میں بیوی یا محرمات میں سے کسی سے ملنا:

مسئلہ: معتکف کے پاس حالت اعتکاف میں کوئی ضروری کام ہو تو بیوی یا

محرمات میں سے مثلاً والدہ، بیٹی، بہن وغیرہ مسجد میں آسکتی ہیں لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردہ کے ساتھ آئیں۔ (کما جاء فی الحدیث)

اگر بیوی یا محرمات میں سے کچھ مستورات آئیں اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو اسی وقت صفائی کردینی چاہیے کہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے یا یہ میری بیوی ہے تاکہ دوسروں کو بدگمانی نہ ہو، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے۔ (کما جاء فی الحدیث) (مسائل اعتکاف ص ۱۸)

معتکف کا ملاقاتیوں سے ملنا جلنا:

حالت اعتکاف میں معتکف ملاقاتیوں اور ملنے جلنے والوں سے خیریت دریافت کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ص)

حکیم معتکف کا مریض کو دیکھ کر مسجد میں نسخہ لکھنا:

سوال: معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی اگر معتکف ضرورت طبعیہ سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے، اور علاج کرسکتا ہے اور معتکف اگر بضرورت طبعی مسجد سے باہر ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۳۱۰)

معتکف کا خاموش رہنا:

معتکف کا آرام کی غرض سے طبعی طور پر یا بلاضرورت کلام کرنے سے بچنے کے لیے خاموش رہنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ اس کو عبادت نہ سمجھتا ہو۔

(مسائل اعتکاف ص ۱۸ بحوالہ دارالحکام)

مسجد سے نکلے بغیر کوئی چیز باہر پھینکنا:

مسئلہ: معتکف بغیر مسجد سے نکلے ہڈی، گٹھلی، پانی وغیرہ باہر پھینک سکتا ہے اور

اس طرح مسجد ہی سے بوری، بستر وغیرہ دھوپ میں رکھ سکتا ہے۔ البتہ اگر ان میں سے کسی چیز کے لیے باہر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ یہی حکم ہاتھ دھونے کا بھی ہے یعنی مسجد ہی سے ہاتھ باہر نکال کر دھونا تو جائز ہے لیکن ہاتھ دھونے کے لیے باہر نکلنا جائز نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۰ص ۲۴۸)

مسجد کی تعمیر میں معتکف کا کام کرنا:

سوال: تعمیر مسجد کا کام مسجد میں جاری ہے، معتکف مزدوری یا فی سبیل اللہ کام کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد سے باہر نہ جانا پڑے تو کرسکتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۰ص ۲۸۰)

معتکف کا مسجد کے کسی بھی حصہ میں بیٹھنا:

مسئلہ: معتکف کے لیے مسجد میں ایک جگہ بیٹھنا ضروری نہیں۔ مسجد کے کسی بھی حصہ میں جانے کی اجازت ہے۔ مثلاً اندر گرمی ہو تو صحن مسجد میں آسکتا ہے۔
(فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۰)

کتاب یا قرآن مجید پڑھنے کے لیے معتکف کا مسجد کا تیل جلانا:

مسئلہ: اوقات نماز میں جب تک چراغ جلنے کا عرف ہو جلا سکتا ہے اور اس کے بعد تیل دینے والوں کی اجازت سے جلا سکتا ہے۔

مکروہات اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں بعض باتیں مکروہ اور منع ہیں اور بعض باتیں ناجائز اور حرام ہیں ان سب سے بچنے کا پورا خیال رکھیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۹)

سوال: اعتکاف میں کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: (۱) بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا۔

(۲) سامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا۔

(۳) لڑائی جھگڑا یا بے ہودہ باتیں کرنا۔ (تعلیم الاسلام ص ۱۷ مفتی کفایت اللہ صاحب دھلویؒ)

حالت اعتکاف میں خاموش رہنے کا حکم:

مسئلہ: معتکف کو بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۵۱ بحوالہ بحر الرائق)

سوال: علم الفقہ و بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ چپ اعتکاف میں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا کتنی دیر چپ رہنا مکرہ تحریمی ہوگا، خادم کی عادت ہے کہ بعد عشاء، تراویح وغیرہ جب سوتا ہے تو پاس انفاس کا ذکر کرتا رہتا ہے، جو ابتداء میں حضور نے تعلیم فرمایا ہے، تو یہ چپ میں تو نہ شمار ہوگا؟ اور کتب دینیات کا دیکھنا یا وعظ وغیرہ کا یہ بھی تو چپ رہنے میں شمار نہ ہوگا؟ اور معتکف بات چیت کچھ کرسکتا ہے یعنی ضروری بات ضرورت کے مطابق، میں اس وقت قصداً اپنے نفع کے لیے بالکل خاموش رہتا ہوں اشارہ سے کام لے لیتا ہوں، یا تحریر سے تو یہ کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب: فی الدر المختار ویکرہ تحریما صمت ان اعتقدہ قربۃ والا لا لحدیث من صمت نجا ویجب ای الصمت کما فی تحرر الاذکار عن شر وتکلم الا بخیر (ج ۲ ص ۲۱۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسا سکوت آپ کا ہے یہ مکروہ نہیں بلکہ خیر ہے، البتہ کوئی سکوت ہی کو عبادت مستقلہ سمجھے وہ مکروہ ہے۔ (امداد الفتاوی ج ۲ ص ۱۸۴)

معتکف کا مسجد میں کاروبار کرنا:

مسئلہ: مسجد دنیاوی باتوں کاروبار، معاملات کے لیے نہیں بنائی گئی اس لیے یہ سب چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں مگر ان سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضرورت کے موقع پر کوئی دوسرا آدمی کام کرنے والا ملا نہیں اور مثلاً دوکاندار مسجد میں نماز کے لیے آیا

اس سے معتکف نے کہہ دیا کہ فلاں چیز اپنی دوکان سے ہمارے مکان پر بھجوادو تو اس کی اجازت ہے۔

طبیب معتکف کا مریض کو نسخہ لکھنا:

مسجد دنیاوی باتوں، کاروباری معاملات کے لیے نہیں بنائی گئی، نہ مطب کے لیے بنائی گئی ہے اس لیے یہ سب چیزیں مسجد میں مکروہ ہیں مگر ان سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، ضرورت کے موقع پر کوئی دوسرا آدمی کام کرنے والا نہیں اور مثلاً دوکاندار مسجد میں نماز کے لیے آیا اس سے معتکف نے کہہ دیا کہ فلاں چیز اپنی دوکان سے ہمارے مکان پر بھجوادو تو اس کی اجازت ہے، اسی طرح کوئی مریض اتفاقیہ آیا اس کو حکیم صاحب نے دوا تجویز کردی جو ان کے مطب سے مل گئی تو مضائقہ نہیں مگر مستقل یہ مشغلہ وہاں اختیار نہ کیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۳)

حالت اعتکاف میں بے ضرورت دنیاوی کام میں مشغول ہونا:

حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ مگر مبیع (یعنی سامان تجارت) کا مسجد میں لانا کسی حالت میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہوجانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر مسجد کے خراب ہوجانے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ (علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۶)

معتکف کو مسجد میں اجرت لے کر کوئی کام کرنا:

مسئلہ: معتکف کو حالت اعتکاف میں مسجد کے اندر اجرت لے کر کوئی کام کرنا

جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا اور کوئی کام ہو۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۰ بحوالہ اشباہ، شامیہ)

حالت اعتکاف میں بچوں کو پڑھانا:

سوال: امام مسجد مکتب میں پڑھاتا ہے اور پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہے اور وہ رمضان المبارک میں عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں بچوں کو مسجد میں تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں؟
جواب: اعتکاف کے لیے مدرسہ سے رخصت لے لی جائے، رخصت نہ ملے تو مجبورا مسجد کے اندر پڑھا سکتا ہے۔ ولو جلس المعلم فی المسجد والوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبة والوراق یکتب لنفسه فلا باس به لانه قربة وان کان بالاجرة یکره الا ان یقع لهما الضرورة کذا فی محیط السرخسی (رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷۸ بحوالہ فتاوی عالمگیری)

معتکف کا بیوی سے صحبت کرنا:

مسئلہ: اعتکاف کی حالت میں معتکف کو جان کر یا بھولے سے رات میں یا دن میں، مسجد میں یا گھر جا کر بیوی سے صحبت کرنا اور ہمبستری کرنا حرام ہے اور اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے جیسا کہ مفسدات کے بیان میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

معتکف کا دواعی وطی کرنا:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں معتکف کے لیے دواعی وطی (یعنی بغل گیر ہونا، بوسہ لینا، شہوت سے بیوی کے بدن کو چھونا وغیرہ) بھی ناجائز ہے خواہ محض دلداری کی خاطر بلاشہوت ہو لیکن اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر انزال ہو گیا تو اعتکاف بھی فاسد ہو جائے گا۔ (ملخص فتاوی رحیمیہ ۲۱۵/۷، محمودیہ ۲۵/۱۰)

معتکف کا بیوی سے پیار اور محبت کی بات چیت کرنا:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں بیوی کے ساتھ پیار و محبت کی بات چیت کرنا مکروہ ہے۔
(فتاوی رحیمیہ جلد ۷ صفحہ ۲۸۵)

حالت اعتکاف میں حرام باتوں سے اجتناب:

بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں لیکن حالت اعتکاف میں اور بھی سختی آتی ہے مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا اور لڑانا جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایذاء پہونچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریاکاری وغیرہ کرنا ان سے اور اس قسم کی باتوں سے خوب احتیاط رکھیں۔
(مسائل اعتکاف ص ۱۹، بحوالہ شامی جلد ۲ ص ۴۴۹)

البتہ مذکورہ بالا باتوں سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

معتکف کو اخبارات پڑھنا:

معتکف کو بحالت اعتکاف ایسی کتابیں اور رسالے جن میں بیکار، جھوٹے قصے، کہانیاں ہوں، دہریت کے مضامین ہوں، اسلام کے خلاف تحریرات ہوں، فحش لٹریچر ہو، اسی طرح اخبارات کی جھوٹی خبریں پڑھنا، سننا نیز اخبارات عموماً تصویروں سے خالی نہیں ہوتے اور جانداروں کے فوٹوؤں کو مسجد میں لانا جائز نہیں اس لیے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہیے۔ (اعتکاف کے فضائل و مسائل ص ۲۰)

اعتکاف کے دوران بے فائدہ باتوں سے اجتناب کا حکم:

سوال: کیا اعتکاف کے دوران فضول باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بسا اوقات انسان غیر اختیاری طور پر ایسی باتیں کر جاتا ہے جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا؟

جواب: اعتکاف کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت سے کی جائے لہٰذا دوران اعتکاف دنیاوی باتوں سے حتی الامکان اجتناب کرنا چاہیے تاہم دینی مسائل

پر گفتگو کرنا اور ضروریات اس سے مستثنیٰ ہیں، البتہ دنیاوی باتیں کرنے سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔ (فتاوی حقانیہ جلد ۴ ص ۱۹۸، بحوالہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۵۸۹ باب الاعتکاف)

مسئلہ: جو باتیں مباح ہوں جن کے کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے بوقت ضرورت، بقدر ضرورت کرنے کی اجازت ہے، لیکن بلاضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں۔ (درمختار) اس لیے فضول باتوں اور دنیاوی باتوں سے بچنا چاہیے۔

معتکف کو بلاضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لیے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص اس غرض سے محفل جمانا ناجائز ہے۔ لہٰذا ایسا کرنے سے بچنا چاہیے۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۰ بحوالہ شامیہ جلد ۲ ص ۴۵۰)

اعتکاف میں سگریٹ پینے کا حکم:

معتکف کو مسجد میں سگریٹ، بیڑی، سگار، حقہ پینا جائز نہیں دوران اعتکاف ان سے حتی الامکان پرہیز کرے، جس طرح روزے کی بنا پر دن میں احتیاط کی، شب میں بھی اجتناب کرے، ہمت کرنے سے اللہ تعالیٰ توفیق دے ہی دیتے ہیں لیکن اگر کسی کو انتہائی شدید تقاضہ ہو اور کسی طرح برداشت کیے برداشت نہ ہوتا ہو تو ایسا کرسکتا ہے کہ جب پیشاب پاخانے کے لیے مسجد سے باہر جائے تو راستہ میں اور بیت الخلا میں پی لے اور پھر کوئی ایسی چیز کھالے کہ منہ کی بدبو بالکل دور ہوجائے۔ (مسائل اعتکاف ص ۱۹)

معتکف کا مسجد میں چہل قدمی کرنا:

مسجد میں عمل غیر موضوع لہ المسجد (یعنی وہ کام جس کے لیے مسجد نہیں بنائی گئی) کرنا قصداً واعتباراً ناجائز ہے اور یہ مشی (یعنی ٹہلنا) بھی ایسا ہی ہے لہٰذا منع کیا جاوے گا۔ (تتمہ رابعہ امداد الفتاوی ج ۲ ص ۱۷)

مسئلہ: معتکف کے لیے ضرورۃ بقدر حاجت اجازت ہوگی جبکہ ٹہلنے کا طرز مسجد

کے احترام کے خلاف نہ ہو۔ (فتاوی رحیمیہ جلد۷ ص۲۸۱)

سوال: اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر کیا چہل قدمی کی جاسکتی ہے؟ یہ مسجد کے احترام کے خلاف تو نہیں؟

جواب: چہل قدمی ایک تو تفریحا کی جاتی ہے، اس نقطہ نظر سے مسجد میں ٹہلنا مناسب نہیں، البتہ بعض لوگوں کو طبی اغراض کے تحت چہل قدمی کرنی ہوتی ہے۔ خاص کر ریاحی تکلیف، یا شوگر وغیرہ کی وجہ سے اس مقصد کے تحت چہل قدمی کرنا درست ہے، کیونکہ یہ علاج کے قبیل سے ہے، اور انسان کی بنیادی حاجات میں داخل ہے اور معتکف کے لیے مسجد میں ضروری امور انجام دینے کی اجازت ہے۔

(کتاب الفتاوی حصہ سوم ص ۴۵۷)

مفسدات اعتکاف کا بیان

بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے واجب اور مسنون اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اور نفلی اعتکاف ختم ہوجاتا ہے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں:

(۱) عذر قصدا یا سہوا مسجد سے باہر نکلنا

(۲) حالت اعتکاف میں صحبت کرنا

(۳) کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا، جیسے پائخانہ کے لیے گیا اور پاخانہ سے فارغ ہوکر بھی گھر میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔

(۴) بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔ (تعلیم الاسلام)

(۵) مستقلاً غسل مباح یا کسی غیر ضروری کام کے واسطے نکلنے سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔

(۶) حالت اعتکاف میں غیر ضروری چیزوں کی خریداری کے واسطے مسجد سے نکلنا جائز نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے۔ (مسائل رمضان واعتکاف ص۲۲)

⑦ اعتکاف مسنون اور واجب میں مفسد صوم (یعنی روزہ توڑنے والی چیز) کا پیش آنا۔
⑧ اتنی مدت تک بے ہوش یا مجنون رہنا کہ جس میں نیت نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ فوت ہو جائے۔

مذکورہ مفسدات کی تفصیل

معتکف کا بلا ضرورت شرعیہ وطبعیہ اعتکاف والی مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کو بلا ضرورت شرعیہ وطبعیہ اپنی اعتکاف والی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں نہ رات میں نہ دن میں، ہر وقت اعتکاف گاہ میں رہے۔

(مسائل اعتکاف ص۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ا ص۲۱۲)

تنبیہ: واضح رہے کہ مسجد سے نکلنا اس وقت کہا جائے گا جب پاؤں مسجد سے اس طرح باہر نکل جائیں کہ اسے عرفاً مسجد سے باہر نکلنا کہا جا سکے، لہٰذا اگر صرف سر مسجد سے باہر نکالدیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (والمراد بالخروج انفصال قدمیه)

(احکام اعتکاف ص۴۵۔۴۴ بحوالہ بحرالرائق ص۳۲۶ ج۲)

مسئلہ: معتکف ایک منٹ کے لیے بھی بلا ضرورت شرعیہ طبعیہ اعتکاف گاہ سے باہر نکل جائے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ا ص۲۱۲)

مسئلہ: بلا ضرورت شرعی وطبعی خواہ جان کر نکلے یا بھول کر ہر حال میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (مسائل اعتکاف ص۲۱ بحوالہ عالمگیری جلد ا ص۲۱۲)

تنبیہ: حاجات شرعیہ وحاجات طبعیہ کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

معتکف کا بھول کر مسجد سے نکلنا:

معتکف بھول گیا اسے خیال ہی نہ رہا کہ میں اعتکاف میں ہوں اور مسجد سے باہر

آ گیا خواہ فوراً اعتکاف یاد آ گیا یا کچھ دیر کے بعد تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ گنہگار نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۴ بحوالہ قاضی خان)

معتکف کا خارج مسجد حصے کو مسجد سمجھ کر داخل ہونا:

مسئلہ: کوئی شخص احاطۂ مسجد کے کسی حصہ کو مسجد سمجھ کر اس میں چلا گیا، حالانکہ در حقیقت وہ حصہ مسجد میں شامل نہ تھا، تو اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ گیا۔

(احکام اعتکاف ص ۴۵)

حاکم یا غیر حاکم کا زبردستی معتکف کو مسجد سے نکال دینا:

مسئلہ: کسی حاکم یا غیر حاکم نے زبردستی معتکف کو مسجد سے باہر نکال دیا مثلاً سرکاری وارنٹ آ گیا یا قرض خواہ زبردستی کھینچ کر لے گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن معتکف گنہگار نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۳ بحوالہ قاضی خان)

معتکف کا جنازہ میں شرکت کرنا یا عیادت کرنا:

حالت اعتکاف میں شرکت جنازہ اور عیادت مریض کے لیے اگر مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف باقی نہیں رہے گا، البتہ بغیر اس کے جائے کام نہ چلے تو گنہگار نہیں ہوگا

یفسد لو لعبادۃ مریض الخ (مسائل اعتکاف ص ۲۲، شامی جلد ۲ ص ۱۳۳)

☆ اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ جیسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ سامنے کوئی نابینا ہے جو کنویں میں گرنے کے قریب ہے اور کوئی خبردار کرنے والا نہیں تو یہ نمازی فوراً جا کر بچائے یا آواز دے کر کہہ دے تو یہ گنہگار نہیں ہوگا البتہ نماز فاسد ہو جائے گی، وہ باقی نہیں رہے گی۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۰)

☆ جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ شرعی مسجد سے خارج ہوگی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، جنازہ کی نماز کے لیے نکلنا حاجت شرعیہ میں داخل نہیں ہے۔

(ملخص از فتاوی رحیمیہ ج ۷ ص ۲۷۷)

معتکف کا جنازہ میں شرکت کی غرض سے مسجد سے نکلنا یا مریض کی عیادت کی غرض سے نکلنا جائز نہیں اگر نکلا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا البتہ گنہگار ہوگا یا نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے بغیر کام ہوجاتا ہو تو گنہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

(ملخص از فتاوی محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۴۰)

معتکف کا حاجت طبعیہ کیلئے نکلنے کے بعد شرکتِ جنازہ یا عیادت مریض:

اگر قضائے حاجت جیسے ضرورت کے لیے نکلنے پر دیکھا کہ راستہ میں نماز جنازہ شروع ہورہی ہے تو شریک ہوسکتا ہے۔ نماز سے قبل انتظار اور نماز کے بعد وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔ اسی طرح قضائے حاجت کے لیے اپنے راستہ پر چلتے چلتے عیادت کرسکتا ہے۔ عیادت اور نماز جنازہ کے لیے راستہ سے کسی جانب مڑنا یا ٹھہرنا جائز نہیں۔

(احسن الفتاوی جلد ۴ ص ۵۰۹)

ضروری قاعدہ:

معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لیے مسجد سے باہر چلا جائے پھر جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کوئی عبادت ادا کرلے تو یہ جائز ہے، مثلاً راستے میں کوئی بیمار مل گیا، چلتے چلتے راستے سے ہٹے بغیر اس کی بیمار پرسی کرلی یا نماز جنازہ تیار تھی راستے سے ہٹے بغیر اس میں شامل ہوگیا اور نماز کے فوراً بعد چل دیا ذرا سا بھی نہیں ٹھہرا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ امور عبادت ہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۹ بحوالہ احکام اعتکاف)

لیکن خاص ان کاموں ہی کے لیے مثلاً عیادت، نماز جنازہ کی نیت سے مسجد سے باہر آنا جائز نہیں ہے ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے، خوب سمجھ لیں، ایک تو انہی کاموں کے لیے مسجد سے باہر آنا یہ ناجائز ہے، ایک یہ کہ شرعی یا طبعی حاجت کے لیے باہر آئے پھر اتفاق سے یہ امور پیش آجائیں تو ان کو کرنا درست ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ ردالمحتار جلد ۲، ص ۴۴۵)

حاجات طبعیہ کیلئے نکل کر معتکف کا جنازہ میں شرکت اور عیادت مریض:

عیادت مریض کو مذکورہ بالا اجازت اس شرط سے مقید ہے کہ اس کے لیے ٹھہرے نہیں بلکہ چلتے چلتے حال دریافت کرے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً مروی ہے: **كانت اذا اعتكفت لا تسئل عن المريض الا وهى تمشى ولا تقف** (موطاء امام مالک) **وقالت كان النبى ﷺ مر بالمريض وهو معتكف فيمر كما هو ولا يعرج يسئل عنه**

(ابوداؤد شریف باب المعتکف ص ۳۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ حاجت طبعیہ کے لیے نکلنے کے بعد اپنے راستے سے ہٹ کر بقصد عیادت نہ جائے بس راستہ میں مل جائے تو عیادت کرے نماز جنازہ کے لیے بھی مالکیہ کے یہاں یہی شرط لکھی ہے کہ راستہ میں بلا انتظار جنازہ کی نماز میں شامل ہو جائے تو گنجائش ہے (اوجز المسالک) حنفیہ کے یہاں بھی یہ تفصیل ملحوظ رکھنی چاہیے۔

(خیر الفتاوی ج ۴ ص ۱۳۷)

معتکف کا حاجت طبعی کیلئے مسجد سے نکلنے کے بعد دوسری مسجد میں جماعت ادا کرنا:

اگر معتکف کسی طبعی ضرورت یعنی پیشاب پاخانہ کے لیے باہر چلا جائے اور اس کو یہ اندازہ ہو جائے کہ مجھے اپنی اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستہ میں کوئی مسجد ہے جس میں جماعت ہو رہی ہے یا تیار ہے تو ایسی صورت میں راستے کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں چلے آنا جائز ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ شامی جلد ۲ ص ۴۴۵)

معتکف کا غسل میت کے لیے مسجد سے نکلنا:

معتکف کا میت کو غسل دینے کے لیے نکلنا شرعی و طبعی حاجت میں داخل نہیں لہذا

اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا البتہ اگر کوئی شخص اس کے سوا غسل دینے والا نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا بلکہ اعتکاف توڑ کر مسجد سے نکلنا اور میت کو غسل دینا واجب ہے۔
(ملخص از فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۲)

کون سا غسل مفسد اعتکاف ہے:

جاننا چاہیے کہ غسل کی چند قسمیں ہیں:
① غسل واجب جیسے جنابت کا غسل ② غسل سنت جیسے جمعہ کا غسل ③ غسل مستحب جیسے لیلۃ القدر اور ۱۵ شعبان کی رات کا غسل ④ غسل تبرید یعنی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل ⑤ غسل تنظیف یعنی میل کچیل دور کرنے کی غرض سے غسل۔ مذکورہ بالا غسلوں میں سے معتکف کو صرف غسل جنابت کے لیے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے اس کے علاوہ کسی بھی غسل کے لیے مسجد سے نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

غسل جمعہ، غسل تبرید اور غسل تنظیف کیلئے معتکف کا مسجد سے نکلنا:

غسل مسنون جیسے جمعہ کا غسل اور غسل تبرید اور غسل تنظیف وغیرہ حاجات شرعیہ اور حاجت طبعیہ میں داخل نہیں ہیں لہٰذا ان کے لیے مستقلاً معتکف کا مسجد سے نکلنا جائز نہیں بلکہ مفسد اعتکاف ہے البتہ اگر کوئی معتکف حاجت طبعیہ یا شرعیہ مثلاً جمعہ پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے مسجد سے نکلے اور پھر تبعاً غسل کی اجازت ہے مگر ان شرائط کیساتھ ① غسل خانہ بیت الخلاء سے متصل ہو اور دور نہ ہو ② نہانے میں وضو سے زیادہ دیر نہ لگائی جائے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسجد میں کپڑے اتار کر صرف لنگی میں چلا جائے اور نل کھول کر بدن پر پانی بہا کر فوراً نکل آئے نہ صابن لگائے اور نہ زیادہ ملے اس طرح تنظیف تو نہیں ہوگی البتہ تبرید ہو جائے گی اور اگر مسجد کی طرف چلتے چلتے تولیہ سے بدن رگڑے تو کافی حد تک تنظیف بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن

احتیاط اسی میں ہے کہ غسل نہ کیا جائے۔
(تلخیص از امداد الاحکام، فتاویٰ محمودیہ، احسن الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ)

معتکف کا مسجد میں غسل تبرید کرنا:

حالت اعتکاف میں غسل تبرید مسجد سے نکلے بغیر مسجد ہی میں درست ہے کسی ٹب وغیرہ بڑے برتن میں لے کر (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۴)

سوال: تبرید کے لیے مسجد سے نکل کر معتکف کو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں اگر ضرورت زیادہ ہو تو مسجد میں کوئی بڑا برتن رکھ کر اس میں بیٹھ کر نہالے اس طور پر کہ مسجد میں مستعمل پانی نہ گرنے پائے یا تولیہ بھگو کر نچوڑ کر بدن پر ملے متعدد بار ایسا کرنے سے بدن صاف ہو جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۷)

معتکف کا سر منڈوانے اور غسل مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف کے لیے ایسے امور جو نظافت سے تعلق رکھتے ہیں (مثلاً سر منڈانا، غسل مستحب کرنا) ان کے لیے خارج مسجد جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: معتکف کے لیے سر منڈانے اور غسل مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا درست نہیں، مفسد اعتکاف ہے، سر منڈانا ضروری ہو تو اعتکاف کی جگہ میں چادر وغیرہ بچھا کر منڈا سکتا ہے اور پوری احتیاط رکھے کہ بال وغیرہ مسجد میں گرنے نہ پائیں۔ مراقی الفلاح میں ہے:

ولا یخرج منہ الا لحاجۃ شرعیۃ الخ اور غسل مستحب یہ حاجت شرعیہ وطبعیہ میں داخل نہیں ہے عالمگیری میں ہے سئل ابو حنیفۃ عن المعتکف اذا احتاج الی الفصد والحجامۃ ھل یخرج فقال لا

(ملخص از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۷۷ بحوالہ عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ الباب الخامس ج ۶ ص ۲۱۵)

اعتکاف مسنون میں غسل جمعہ یا غسل تبرید کے لیے نکلنا:

سوال: عشرۂ اخیر رمضان کے اعتکاف مسنون میں جمعہ یا تبرید کے لیے غسل کرنے کی غرض سے خروج عن المسجد مفسد اعتکاف ہے یا متمم یا جائز غیر مفسد؟

جواب: جس یوم کا اعتکاف شروع ہو گیا ہے اس کے لیے مفسد ہے، بقیہ ایام کے لیے منہی و متمم ہے۔ البتہ منذور کے لیے مجموعہ کا بھی مفسد ہے۔ (امداد الفتاوی ج۲ ص۱۸۵)

معتکف کا مہندی اتارنے اور غسل کے لیے مسجد سے باہر جانا:

سوال: مہندی اتارنے اور غسل کے لیے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں اعتکاف فاسد ہو جائے گا (فتاوی محمودیہ جلد۱۰ ص۱۲۹)

معتکف کا صرف کلی کرنے یا ہاتھ دھونے کے لیے مسجد سے نکلنا:

صرف کلی کرنے یا ہاتھ دھونے کے واسطے نکلنا جائز نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاوٰی جلد۴ ص۵۱۰ مسائل رمضان واعتکاف)

معتکف کا صرف ہاتھ دھونے یا منجن مسواک کرنے کیلئے مسجد سے نکلنا:

صرف ہاتھ دھونے یا منجن یا مسواک کرنے کی غرض سے معتکف کا نکلنا جائز نہیں مسجد ہی میں کسی برتن میں دھولے، منجن یا مسواک وغیرہ وضو کے ساتھ کر سکتا ہے۔
(احسن الفتاوٰی جلد۴ ص۵۱۱)

معتکف کا دوائی لینے یا ڈاکٹر کو دکھانے کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف دوائی لینے کے لیے باہر چلا جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ دوائی کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہیے۔ ڈاکٹر کو دکھانا ہو تو مسجد میں بلا لے۔
(مسائل اعتکاف ص۲۶)

☆ دوا کے لیے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اس روز کی قضا لازم ہے البتہ

سخت مجبوری کی صورت میں نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا، اعتکاف بہر حال فاسد ہو جائے گا۔ اور قضا لازم ہوگی۔ (احسن الفتاوی جلد۴ص ۵۱۸)

معتکف کا ختم قرآن سننے یا سنانے کے لیے دوسری مسجد میں جانا:

ختم قرآن سننے یا سنانے کے واسطے ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جانے سے اعتکاف نہ رہے گا (مجموعہ رسائل بحوالہ عالمگیری ص ۳۵ ج ۴)

دیہاتی معتکف کا جمعہ کی غرض سے شہر جانا:

اگر ایک شخص دیہات کی مسجد میں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اعتکاف کے لیے بیٹھا تو اس شخص کے لیے جمعہ کی غرض سے مسجد سے نکل کر شہر جانا جائز نہیں۔ اگر اس غرض سے مسجد سے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (ملخص از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۳)

حافظ معتکف کا تراویح پڑھانے کے لیے دوسری مسجد جانا:

سوال: حافظ صاحب معتکف ہو گئے، تراویح پڑھانے دوسری مسجد میں جا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ان کا بھی اعتکاف ختم ہو جائے گا (یعنی اگر تراویح پڑھانے کے لیے دوسری مسجد میں گئے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا) (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۲)

معتکف کا تدریس، تقریر اور ملازمت کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: مدرسین، مقررین اور ملازمین کے لیے اپنی تدریس یا تقریر، ملازمت کے لیے مسجد سے نکلنا درست نہیں ہے اس سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

معتکف کا گرمی سے بچنے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا:

مسئلہ: معتکف گرمی سے بچنے کے لیے مسجد کی حد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۵ بحوالہ البحر الرائق)

معتکف کا لوگوں سے گفتگو اور ملاقات کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کا مسجد سے ضرورت شرعی جیسے نماز جمعہ اور ضرورت طبعی جیسے استنجاء وغیرہ کے لیے نکلنا درست ہے۔ عزیز ورشتہ دار سے ملنا نہ ضرورت شرعی ہے اور نہ ضرورت طبعی لہٰذا ان سے ملنے کے لیے مسجد شرعی کی حد سے باہر جانا درست نہیں۔ اگر باہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاوی رحیمیہ جلد۷ص۲۸۶)

حالت اعتکاف میں مسجد سے خارج وضوخانہ وغیرہ کی صفائی کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: مؤذن اگر اعتکاف میں ہو تو وضوخانہ کی صفائی مسجد سے باہر ٹینکی کی صفائی، یا اس میں پانی بھرنے کے واسطے نہیں نکل سکتا اگر نکلے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

معتکف کا شادی میں شرکت کرنا:

سوال: معتکف کی یا کسی عزیز کی یا لڑکی کی شادی ہے شرکت کرسکتا ہے یا نہیں؟۔
جواب: نہیں۔ (فتاوی محمودیہ جلد۱۰ص۲۸۱)

معتکف کا میٹنگ میں جانا:

سوال: معتکف سیاسی آدمی ہے ایک میٹنگ ہے کلام کرنا ہے اور ضروری ہے کیا حکم ہے؟
جواب: اگر معتکف میٹنگ کے لیے گیا تو اس کا اعتکاف بھی ختم ہو جائے گا۔
(فتاوی محمودیہ جلد۱۰ص۲۸۲)

معتکف کا ووٹ ڈالنے کے لیے جانا:

سوال: کیا معتکف رائے شماری میں ووٹ دینے جاسکتا ہے یا نہیں؟
جواب: اگر گیا تو اس کا اعتکاف بھی ختم ہو جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ج۱۰ص۲۸۲)

حالت اعتکاف میں صحبت اور ہمبستری:

مسئلہ: حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لینے سے خواہ دن میں یا رات میں، بھول کر یا جان کر، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔
(مسائل اعتکاف ص۲۴، بحوالہ قاضی خان)

مسئلہ: جماع کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر، اس سے انزال ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (احکام اعتکاف ص۴۶ بحوالہ ہدایہ)

حالت اعتکاف میں بیوی سے بوس وکنار کرنا:

مسئلہ: بوس وکنار اعتکاف کی حالت میں ناجائز ہے، اور اگر اس سے انزال ہو جائے تو اس سے اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے، لیکن انزال نہ ہوتو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ (احکام اعتکاف ص۴۶، بحوالہ ہدایہ)

معتکف کا سخت بیماری کی وجہ سے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہوتو معتکف گھر جا سکتا ہے اور اس چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا لیکن گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص۲۳)

معتکف کا جان ومال کے خطرہ کے پیش نظر گھر چلا جانا:

معتکف کو اپنی جان یا مال کا قوی خطرہ ہو یا گھر میں کسی کی جان ومال آبرو میں واقعی خطرہ ہو جائے جس کے دفع کرنے پر بحالت اعتکاف قادر نہ ہوتو ایسی صورت میں گھر چلا جائے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (مسائل اعتکاف ص۲۳)

حالت اعتکاف میں روزہ کا ٹوٹ جانا یا چھوٹ جانا:

اگر معتکف کا روزہ کسی وجہ سے فاسد ہوگیا یا کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا تو اس سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا خواہ بوجہ عذر ہو یا بلا کسی عذر کے ہو کیونکہ اعتکاف واجب یا مسنون کی بقاء کے لیے روزہ شرط ہے۔

مسئلہ: اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے، اس لئے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، خواہ یہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا ہو، ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہوگیا جو روزہ کے منافی تھا، مثلاً صبح صادق طلوع ہونے کے بعد تک کھاتا رہے یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کرلیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے، یا روزہ یاد ہونے کے باوجود کلی کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا، تو ان تمام صورتوں میں روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اعتکاف بھی ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ ہی یاد نہ رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے بھی روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی فاسد نہیں ہوا۔

(احکام اعتکاف ص ۴۶-۴۵ بحوالہ درمختار و شامی ص ۱۳۶ ج ۲)

حالت اعتکاف میں جنون اور بیہوشی کا حکم:

مسئلہ: صرف بیہوشی اور جنون کے پائے جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، بلکہ ایسی بے ہوشی اور جنون سے اعتکاف ٹوٹتا ہے کہ جس میں نیت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ فوت ہوجائے۔

کیونکہ اعتکاف واجب اور مسنون کے درست ہونے کے لیے روزہ شرط ہے، اور روزہ کے درست ہونے کیلئے نیت کا وقت کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔ جبکہ بیہوشی اور جنون کی حالت میں انسان نیت نہیں کرسکتا۔ لہٰذا ایسی بیہوشی اور جنون کہ

جس میں نیت کا وقت گذر جائے تو اس کی وجہ سے روزہ فوت ہو جاتا ہے۔ اور روزہ کے فوت ہو جانے سے اعتکاف مسنون ٹوٹ جاتا ہے۔

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل مسائل پیش کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ: ایک معتکف شخص رمضان المبارک میں غروب آفتاب سے پہلے بے ہوش ہوا اور دوسرے دن زوال کے بعد ہوش میں آیا۔ تو اس بیہوشی کی صورت میں اس شخص کا اعتکاف مسنون ٹوٹ جائے گا۔

کیونکہ رمضان کے روزے کی نیت کا وقت زوال سے پہلے پہلے تھا۔ جبکہ یہ شخص اس عرصہ میں بیہوش رہا۔ جس کی وجہ سے اس شخص کا روزہ فوت ہو گیا۔ اور جب روزہ ہی نہ رہا تو اعتکافِ مسنون بھی ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ اعتکاف مسنون کیلئے روزہ شرط تھا۔ جو کہ فوت ہو چکا ہے۔

مسئلہ: ایک معتکف شخص، غروب آفتاب (افطاری) کے بعد بیہوش اور مجنون ہوا، پھر اسی بیہوشی یا جنون کی حالت میں دوسرا پورا دن گزر کر غروب آفتاب ہو گیا۔ پھر سحری کے وقت یہ شخص ہوش میں آیا، یا جنون سے افاقہ ہوا۔ اور اس شخص نے سحری کر کے روزہ رکھ لیا۔ تو یوں اس شخص کا اعتکاف اس بیہوشی یا جنون کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔

کیونکہ جب یہ (افطاری کے بعد) بیہوش ہوا تو اس وقت اگلے دن کے روزے کی نیت کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ (اور بحیثیتِ مسلمان اس شخص کے دِل میں یہ نیت ضرور ہو گی کہ میں کل بھی روزہ رکھوں گا۔ اور وقت کے اندر اتنی نیت پائی گئی تو وہ روزہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔)

لہٰذا یہ شخص اس مذکورہ نیت کی وجہ سے بیہوشی کی حالت میں بھی روزہ دار ہی شمار ہو گا۔ پس اس دن کا روزہ تو درست ہوا۔ رہا اگلے دن کا روزہ تو سحری میں نیت کی وجہ سے وہ بھی درست ہو گیا جب دونوں دن کے روزے درست ہو گئے تو اس بیہوشی کی

وجہ سے اعتکاف بھی نہیں ٹوٹے گا۔

معتکف کا کھانا لینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کو کھانا منگوانے کا انتظام کر لینا چاہیے خواہ گھر سے کوئی لے آیا کرے یا ہوٹل والے کو کہہ دے اس کا ملازم وقت پر پہنچا دیا کرے، جب انتظام ہو جائے تو معتکف کو خود کھانا لینے کے لیے باہر جانا جائز نہیں اگر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: معتکف کا باوجود کوشش کے کوئی کھانا لانے کا انتظام نہیں ہو سکا تو خود ہی گھر سے یا ہوٹل سے تندور پر سے لے آنا درست ہے لیکن بلا ضرورت وہاں نہ ٹھہرے کم از کم اتنا تو کہہ سکتا ہے کہ میں فلاں وقت کھانا لینے آیا کروں گا تا کہ دوکاندار خیال رکھے اور اس کو سب سے پہلے فارغ کر دے اور یہ کھانا لانا غروب آفتاب کے وقت درست ہے غروب سے پہلے ہرگز نہ جائے کیونکہ غروب آفتاب سے پہلے ضرورت ثابت نہیں ہوتی اسکے بعد پھر سحری کے آخری وقت تک جانے کا اختیار ہے بعد میں نہیں کھانا مسجد میں لا کر کھانا چاہیے۔

مسئلہ: کوئی شخص معتکف کا کھانا لا سکتا ہے، لیکن نخرے بہت کرتا ہے تو ایسی صورت میں معتکف خود جا کر لا سکتا ہے اسی طرح کھانا لانے کی اجرت بہت زیادہ مانگے تب بھی خود لے آنا جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ روح الجوار)

معتکف کا مقدمہ کے لیے نکلنا:

سوال: ایک شخص معتکف ہے اور عشرہ اخیرہ میں اس کے ایک مقدمہ کی تاریخ ہے اس دن کورٹ (کچہری) میں اس کی حاضری ضروری ہے صورت مسؤلہ میں یہ معتکف مجبوری کی وجہ سے کورٹ میں حاضری دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مقدمہ کے لیے نکلے گا تو اس کا سنت مؤکدہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اگر

مجبوراً نکلنا پڑ رہا ہے تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے مسلک کے مطابق اگر نصف یوم سے زیادہ باہر نہ رہے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ ایسی مجبوری کی حالت میں اس مسلک پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ **وقالا ان خرج اکثر الیوم فسد والا فلا**
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۴۰۹ فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۴)

ڈیوٹی کے ساتھ اعتکاف:

سوال: میں ایک سرکاری ملازم ہوں اور میری ڈیوٹی اچم پیٹھ کے قریب ایک گاؤں میں رہتی ہے اس گاؤں کی مسجد کے کمرے میں قیام ہے گاؤں میں مسلمانوں کی کثیر تعداد ہے، بروز جمعہ بھر جاتی ہے، بلکہ تنگ دامنی کی شکایت کرتی ہے، گاؤں میں بزرگ احباب بھی ہیں، لیکن گزشتہ دو سال سے میرا مشاہدہ ہے کہ کوئی بھی شخص ماہ رمضان کے آخر میں اعتکاف کرنے کو تیار نہیں ہوتا حالانکہ کئی طرح سے کئی بار اعتکاف کی اہمیت بتلائی گئی، جو شاید فرض کفایہ ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میں کم از کم آخری دہے (یعنی دس دن) گاؤں کی مسجد میں اعتکاف کراوں چونکہ ملازم ہوں اور اپنے عہدہ کے لحاظ سے روزانہ دفتر حاضر ہونا ضروری ہوتا ہے، کیا میں دن میں دو چار گھنٹے آفس کا کام دیکھتے ہوئے نماز ظہر سے قبل روزانہ داخل مسجد ہو کر اعتکاف پورا کر سکتا ہوں، کیا اس طرح اعتکاف درست ہوگا؟ (سید انوار الحسن، اچم پیٹھ)

جواب: یہ بات بہت افسوس ناک ہے کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ہونے کے باوجود گاؤں میں کوئی شخص اعتکاف کے لیے تیار نہیں، اعتکاف سنت کفایہ ہے، اور اگر محلّہ میں کوئی شخص بھی مسجد میں معتکف نہ ہو تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے اس لیے گاؤں کے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں متوجہ کرنا چاہیے آپ نے اعتکاف کی جو صورت لکھی ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ صورت درست نہیں کیونکہ امام صاحب کے یہاں کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، اور

نکل جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ سہولت ہے کہ اگر آدھے دن سے کم مقدار مسجد سے باہر رہا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، آدھے دن سے زیادہ دن مسجد سے باہر رہے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

"وقالا لا یفسد الا باکثر من نصف یوم وھو الاستحسان. فینبغی ترجیح قولھما" (البحر ج۲ص۳۰۳)

لہٰذا اگر آپ دس روز کی مکمل رخصت نہیں لے سکتے تو بوجہ مجبوری یہی صورت اختیار کرلیں، ان دونوں فقہاء کے قول پر آپکا اعتکاف درست ہو جائے گا، اور بعض اہل علم نے انہی حضرات کی رائے پر فتوی دیا ہے۔

(ھدایہ مع فتح القدیر، کتاب الفتاوی تیسرا حصہ ۴۵۳ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

اعتکاف فاسد ہونے کی چند صورتیں:

① طالب علم معتکف کا سبق سنانے مدرسہ جانا ② معتکف کا گھر کی چوری کی رپورٹ لکھوانے کے لیے مسجد سے نکلنا ③ مولانا صاحب معتکف کا پڑھانے کی غرض سے مدرسہ جانا ④ معتکف کو پولیس یا کسی اور آدمی کا جبراً مسجد سے نکال کر لے جانا ⑤ معتکف کا جان کے خوف سے مسجد کو چھوڑ کر فرار اختیار کرنا ⑥ ماسٹر صاحب معتکف کا ٹیوشن پڑھانے کے لیے خارج مسجد جانا ⑥ معتکف کا سوکھے ہوئے کپڑے اٹھانے کے لیے مسجد سے باہر جانا۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص۲۷۲ تا ۲۸۶)

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے؟

مندرجہ ذیل صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے:

مسئلہ: اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص۴۶ بحوالہ شامی)

معتکف کا سخت بیماری کی وجہ سے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف گھر جا سکتا ہے، اور اس چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا لیکن گنہگار نہ ہوگا۔
(مسائل اعتکاف ص۲۳)

مسئلہ: ماں، باپ، بیوی، بچوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

مسئلہ: کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لئے بھی اعتکاف توڑ کر باہر نکل آنا جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص۴۶ بحوالہ شامی)

مسجد میں لگی آگ بجھانے کے لیے معتکف کا کنویں پر پانی لینے جانا:

سوال: مسجد میں آگ لگ گئی معتکف پانی ڈھونڈنے آگ بجھانے کو کنویں پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر گیا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ (محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳)

معتکف کا مسجد کے پڑوس میں لگی ہوئی آگ بجھانے جانا:

سوال: مسجد کے پڑوس میں آگ لگ گئی معتکف آگ بجھانے جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر گیا تو اس کا اعتکاف ختم ہو جائے گا (محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳)

مسئلہ: کوئی شخص زبردستی باہر نکال کر لے جائے مثلاً حکومت کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ آجائے تو بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص۴۷ بحوالہ شامی)

مسئلہ: اگر کوئی جنازہ آجائے اور کوئی نماز پڑھانے والا نہ ہو تب بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (احکام اعتکاف ص۴۷، بحوالہ فتح القدیر ص۱۱۱ ج۲)

ان تمام صورتوں میں باہر نکلنے سے گناہ تو نہیں ہوگا لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔
(احکام اعتکاف ص۴۷ حوالہ بحر الرائق ص۳۲۶ ج۲)

معتکف کو پیش آنے والی حاجات کا بیان:

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے معتکف کو جتنی حاجات اور ضروریات اعتکاف گاہ سے نکلنے کے لیے پیش آتی ہیں ان کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

① حاجات شرعیہ ② حاجات طبعیہ ③ حاجات ضروریہ

ان تینوں کی تعریفات آگے اپنے مقام پر آرہی ہیں۔ان شاءاللہ

اصولی بات: معتکف کا حاجات شرعیہ، حاجات طبعیہ اور حاجات ضروریہ تینوں کے لیے نکلنا جائز ہے اور معتکف گنہگار بھی نہیں ہوتا، البتہ حاجاتِ شرعیہ اور طبعیہ کے لیے نکلنے کی وجہ سے اعتکاف بھی نہیں ٹوٹتا اور حاجات ضروریہ کے لیے نکلنے کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

حاجات شرعیہ کا بیان

حاجات شرعیہ کی تعریف:

جن امور کی ادائیگی شرعاً فرض اور واجب ہو اور اعتکاف گاہ میں معتکف انہیں ادا نہ کر سکے ان کو حاجات شرعیہ کہتے ہیں مثلاً جمعہ کی نماز اور عیدین وغیرہ کی نماز۔

(مسائل اعتکاف ص ۲۷ بحوالہ البحر الرائق)

معتکف کا نماز جمعہ کے لئے نکلنا:

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جائے جس میں نماز جمعہ ہوتی ہو، تاکہ جمعہ کیلئے باہر نہ جانا پڑے، لیکن اگر کسی مسجد میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی مگر پنج وقتہ نماز ہوتی ہے تو اس میں بھی اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (شامی، عالمگیری)

مسئلہ: ایسی صورت میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں جانا بھی جائز ہے لیکن اس غرض کے لئے ایسے وقت اپنی مسجد سے نکلے جب اُسے اندازہ ہو کہ جامع مسجد

پہنچنے کے بعد وہ چار رکعت سنت ادا کرے گا تو اس کے فوراً بعد خطبہ شروع ہو جائے گا۔
(احکام اعتکاف ص۴۲ بحوالہ عالمگیری)

شہری معتکف کا جمعہ کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

جو شخص شہر کی کسی ایسی مسجد میں معتکف ہو جہاں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو اس معتکف کے لیے جمعہ والی مسجد میں جانا جائز ہے۔ البتہ ایسے وقت میں جانا چاہیے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے وہاں پہونچ کر دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اور چار رکعت سنتیں اطمینان سے پڑھ لے اور اس مقدار کا اندازہ خود معتکف کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازے میں غلطی ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہونچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں پھر جمعہ کے فرضوں کے بعد سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا بھی جائز ہے مگر بلا ضرورت دیر نہ لگائے بلکہ چھ رکعت سنتیں اور دو نفل پڑھ کر اپنی اعتکاف والی مسجد میں فوراً آجانا چاہیے۔
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۱ و علم الفقہ حصہ سوم ص ۴۶۵) بحوالہ ردالمحتار ج ۲، ص ۴۴۵)

مسئلہ: جب کسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا تو فرض پڑھنے کے بعد سنتیں بھی وہاں پڑھ سکتا ہے لیکن اس کے بعد ٹھہرنا جائز نہیں تاہم اگر ضرورت سے زیادہ ٹھہر گیا تو چونکہ مسجد میں ٹھہرا ہے اس لئے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔
(احکام اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ بدائع الصنائع ص ۱۱۴، ج ۲)

مسئلہ: جمعہ کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد جامع مسجد میں اگر کچھ زیادہ ٹھہر جائے تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ جس مسجد میں اعتکاف کرنے کا التزام کیا ہے اس کی ایک طرح کی مخالفت ہے۔

مسئلہ: معتکف جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لیے جائے اور وہیں ایک رات دن اس سے کم و بیش ٹھیرا رہے یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرنے لگے تب بھی جائز تو ہے یعنی اعتکاف نہ ٹوٹے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۲۸ بحوالہ بدائع صنائع ج ۲ ص ۲۸۳)

معتکف کا عید کی نماز کے لیے نکلنا:

عیدین کے روز اعتکاف کرنا معصیت ہے، لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف کر ہی لے تو اس کو عید کی نماز کے لیے جمعہ کی نماز کی طرح چلے جانا چاہئے اور عید کی نماز سے فارغ ہو کر فوراً اعتکاف گاہ میں آ جانا چاہیے، عید کی نماز کے لیے جانا حاجت شرعیہ میں داخل ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۸ بحوالہ درمختار ج ۲ ص ۴۴۵)

ایسی جامع مسجد کا معتکف جس میں جماعت نہ ہوتی ہو آیا جماعت کی نماز کے لیے محلہ کی مسجد میں جا سکتا ہے؟

معتکف کو اپنی مسجد میں کسی وجہ سے جماعت نہ مل سکی مثلاً پیشاب، پاخانہ کے لیے چلا گیا تھا، مسجد میں آیا تو معلوم ہوا کہ جماعت ختم ہو گئی ہے تو اب دوسری مسجد میں جماعت کی خاطر باہر جانا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۲۹)

معتکف کا اذان دینے کے لیے مسجد سے نکل کر اذان خانہ پر جانا:

سوال: معتکف اذان دینے کے لیے ماذنہ (یعنی اذان دینے کی جگہ) پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ اور محراب وغیرہ مسجد کے اندر ہو تو معتکف مؤذن کو ہر حال میں اذان دینے کے لیے اس جگہ جانا بلاشبہ جائز ہے خواہ اس کو اذان کے لیے مقرر کیا گیا ہو یا نہ مقرر کیا گیا ہو۔

اور اذان کے علاوہ کسی اور غرض سے اس جگہ جانا مثلاً کھانے پینے لیٹنے اور بیٹھنے کے لیے بھی جائز ہے۔

(ملخص از فتاویٰ محمودیہ احسن الفتاوی جلد ۴ ص ۵۸، مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ بدائع ج ۲ ص ۲۸۴)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ، حجرہ یا محراب کی بغل میں کوئی جگہ مقرر ہے

جو مسجد سے خارج ہے مگر اس میں جانے کا دروازہ مسجد کے اندر سے ہے تو معتکف موذ
ن اور غیر موذن دونوں کو اس جگہ اذان دینے کے لیے جانا یا کسی اور غرض سے جانا
سب جائز ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ شامی ج ۲، ۴۴۵)

مسئلہ: اذان دینے کی جگہ جیسے منارہ یا حجرہ وغیرہ اگر مسجد سے خارج ہے اور ان
میں جانے کا دروازہ اور راستہ بھی مسجد سے خارج ہے تو معتکف موذن اور غیر موذن
اس جگہ صرف اذان دینے کے لیے جا سکتے ہیں، اذان کے علاوہ اور کسی غرض سے مثلاً
کھانا کھانے، لیٹنے، بیٹھنے اور ہوا خوری کے لیے معتکف موذن اور غیر موذن کسی کو
حالت اعتکاف میں اس جگہ جانا جائز نہیں، اور معتکف موذن کو بھی اذان دے کر فوراً
مسجد میں واپس آجانا چاہیے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۰ بحوالہ شامی جلد ۲، ص ۴۴۵)

مسئلہ: اوپر منارہ وغیرہ پر جانے کے لیے جو مسائل لکھے گئے ہیں اور ان میں جو
حکم بیان کیا گیا ہے وہ اعتکاف مسنون اور اعتکاف واجب کے لیے ہے۔ نفلی اعتکاف
والا ان جگہوں پر ہر وقت جا سکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۱ بحوالہ عالمگیری ج ۱، ص ۲۱۲)

معتکف کا زیر ناف بالوں کو صاف کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ دورانِ اعتکاف
چالیس دن کی مدت پوری ہوگئی اب آیا زیرِ ناف بال کاٹنے کے لیے مسجد سے نکل سکتا
ہے یا نہیں؟ کیا یہ حاجت طبعیہ میں داخل ہے یا حاجت شرعیہ میں؟

جواب: واضح رہے کہ زیر ناف بال چالیس دن سے زیادہ چھوڑنا حرام اور ناجائز ہے
اور ایک ہفتہ میں کاٹنا مستحب ہے اور معتکف کو چاہئے کہ زیر ناف بال وغیرہ صاف
کر کے اعتکاف میں بیٹھے، لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکا اور اعتکافِ مسنون میں بیٹھ گیا اور
چالیس دن سے تجاوز کر رہا ہے تو پھر دورانِ اعتکاف جب قضاء حاجت کے لیے مسجد

سے نکلے تو زیر ناف کی صفائی بھی کر لے اور چونکہ یہ حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے اور حاجتِ شرعیہ کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اس لیے ان بالوں کی صفائی کے لیے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

(ملخص فتویٰ ۱۶۳۱/راز دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی)

حاجات طبعیہ کا بیان

حاجات طبعیہ کی تعریف: ایسے امور جن کے کرنے میں انسان مجبور ہے اور وہ مسجد میں نہیں ہو سکتے ان کو حاجات طبعیہ کہتے ہیں۔ جیسے پیشاب، پاخانہ استنجا، غسل جنابت وغیرہ۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ ردالمحتار جلد۲، ص۴۴۵)

معتکف کا قضائے حاجت کے لئے نکلنا:

مسئلہ: معتکف قضائے حاجت یعنی پیشاب، پاخانے کی ضرورت سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، جہاں تک پیشاب کا تعلق ہے اس کے لئے مسجد کے قریب ترین جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہئے لیکن پاخانے کے لئے جانے میں تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت ممکن ہے تو وہیں قضائے حاجت کرنا چاہئے کہیں اور جانا درست نہیں، لیکن اگر کسی شخص کیلئے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو اُس کے لئے جائز ہے کہ اس غرض کے لئے اپنے گھر چلا جائے، خواہ مسجد کے قریب بیت الخلاء موجود ہو۔ (شامی) لیکن جس شخص کو یہ مجبوری نہ ہو اُسے مسجد کا بیت الخلاء ہی استعمال کرنا چاہئے، اگر ایسا شخص مسجد کا بیت الخلاء چھوڑ کر چلا جائے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: لیکن اگر مسجد میں کئی بیت الخلاء نہ ہوں یا اس میں قضائے حاجت ممکن نہ ہو

یاسخت دشوار ہوتو قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر جانا جائز ہے،خواہ وہ گھر کتنی ہی دور ہو۔
مسئلہ: اگر مسجد کے قریب کسی دوست یا عزیز کا گھر موجود ہوتو قضائے حاجت کے لئے اس کے گھر جانا ضروری نہیں، بلکہ اس کے باوجود اپنے گھر جانا جائز ہے، خواہ گھر اس دوست یا عزیز کے مکان کے مقابلے میں دور ہو۔
مسئلہ: اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو اس کو چاہئے کہ قریب والے گھر میں جا کر قضائے حاجت کرے، دور والے گھر میں جانے سے بعض علماء کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (شامی وعالمگیری)

بیت الخلاء خالی ہونے کا انتظار کرنا:

سوال: اگر معتکف رفع حاجت کے لیے جائے اور بیت الخلاء خالی نہ ہو تو کیا بیت الخلاء کے باہر انتظار کرے یا فوراً اپنی جگہ پر مسجد میں واپس چلا جائے اور پھر کچھ دیر بعد واپس آئے؟ بعض اوقات ایسی صورت میں کئی کئی مرتبہ جانا اور لوٹنا پڑتا ہے؟۔
جواب: ایسی ضرورت کے وقت وہیں انتظار کرنا جائز ہے (احسن الفتاوی ج ۴،ص ۵۱۱)
مسئلہ: اگر بیت الخلاء مشغول ہوتو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے لیکن ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحے کے لئے بھی ٹھہرنا جائز نہیں، اگر ٹھہر گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (حوالہ برجندی ص ۲۲۳)

معتکف بیت الخلاء سے نکل کر کتنا اور کیا کام کرسکتا ہے؟

معتکف کا بیت الخلاء سے نکل کر مندرجہ ذیل امور کے لیے مستقلاً ٹھہرنا جائز نہیں۔
(۱) بیوی بچوں سے بات چیت کرنا (۲) باہر سے آئی ہوئی ڈاک پڑھنا (۳) مہمانوں سے بات چیت کرنا (۴) جو لوگ باہر سے آئے ہوئے ہوں ان سے سلام ودعا اور خیر وعافیت دریافت کرنا (۵) کپڑے بدلنا اور نہانا اور کپڑے دھونا۔

البتہ ضروری بات سلام ودعا مہمان سے کرسکتا ہے۔

(ملخص از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۳۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والا جب کسی ضرورت سے باہر نکلے تو اسے بات چیت کرنا جائز نہیں یہ غلط ہے چلتے چلتے بات چیت کرنا جائز ہے ہاں بات چیت کے لیے یا کسی اور کام کے لیے ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔

معتکف کے حاجت طبعیہ کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں کوئی چیز خریدنے کا حکم:

مسئلہ: ایک شخص حالت اعتکاف میں مسجد سے گھر کو رفع حاجت کے لیے جاتے ہوئے راستہ میں برف کا ٹکڑا خرید کر لے گیا، یا سحری کے وقت رفع حاجت کے لیے گیا۔ ضمناً کھانا کسی روزہ دار کو دے دیا اور اپنا کھانا لاکر مسجد میں کھایا۔ ان دونوں صورتوں میں اعتکاف تو فاسد نہیں ہوا اگر فاسد ہوگیا تو قضا لازم ہے؟

جواب: اگر ان دونوں صورتوں میں معتد بہ توقف کرنے کی نوبت نہیں آئی (جس سے کہ کوئی دوسرا شخص دیکھنے والا غیر معتکف کا کام نہ سمجھے) بلکہ چلتے چلتے یہ کام کئے گئے تو پھر اعتکاف فاسد نہیں ہوا اور نہ فاسد ہوا اور قضا لازم ہوگی۔ واللہ اعلم (خیر الفتاوی جلد ۴ص ۱۴۲)

حاجت شرعیہ وطبعیہ کے لئے مسجد سے نکل کر معتکف کا بات چیت کرنا:

مسئلہ: معتکف کا پیشاب اور پائخانہ وغیرہ کے لئے بیت الخلاء کی طرف جاتے وقت راستہ میں چلتے ہوئے بات چیت کرنا جائز ہے اور اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

البتہ ٹھہر کر بات کرنے سے تاخیر لازم آتی ہو جائز نہیں اور یہ مفسد اعتکاف ہے۔

(فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۵۳)

مسئلہ: بیت الخلاء کو جاتے یا وہاں سے آتے وقت راستے میں یا گھر میں کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس بات چیت کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔ (مرقاۃ)

مسئلہ: قضائے حاجت کے لئے جاتے وقت کسی شخص کے ٹھہرانے سے ٹھہرنا نہیں چاہئے بلکہ چلتے چلتے اُسے بتادینا چاہئے کہ میں اعتکاف میں ہوں اس لئے ٹھہر نہیں سکتا، اگر کسی کے ٹھہرانے سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر راستے میں بھی کسی قرض خواہ نے روک لیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اگرچہ صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی مجبوری سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، اور امام سرخسیؒ نے سہولت کی بناء پر صاحبین رحمہما اللہ کے قول ہی کی طرف رجحان ظاہر کیا۔ (مبسوط سرخسیؒ ص ۱۲۳ ج ۳)

لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ کسی بھی صورت میں راستے میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ: جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے اپنے گھر گیا ہو تو قضائے حاجت کے بعد وہاں وضو کرنا بھی جائز ہے۔ (مجمع الانہر ص ۲۵۶ ج ۱)

مسئلہ: قضائے حاجت میں استنجا بھی داخل ہے لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہوتا ہے وہ اگر صرف استنجاء کے لئے باہر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں، اس لئے فقہاء نے استنجاء کو قضائے حاجت کے علاوہ خروج کا مستقل عذر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے شامی ص ۱۳۲، ج ۲)

معتکف کا حاجات طبعیہ سے فارغ ہو کر وہاں ٹھہرنا:

مسئلہ: معتکف کو حاجات طبعیہ سے فارغ ہوتے ہی اپنی مسجد میں آجانا چاہیے۔ بلا وجہ وہاں ٹھہرے رہنا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ شامیہ جلد ۲، ص ۴۴۵)

حاجات شرعیہ اور طبعیہ کے لیے جانے میں معتکف کی کون سی چال معتبر ہے؟

مسئلہ: معتکف جب حاجت شرعیہ اور حاجت طبعیہ کے لیے جائے تو اپنی عادت کے مطابق چال سے چلے، جلدی چلنا ضروری نہیں۔ البتہ ذرا ہلکی اور آہستہ چال چلنا اس لیے بہتر ہے کہ چلتے ہوئے سلام کرنے اور جواب دینے میں آسانی ہوگی۔ بعض مرتبہ جس کو معلوم نہ ہو وہ روکنا چاہے یا چلتے چلتے کسی بات کا جواب دینا ہو تو آسانی سے بلا توقف کئے یہ باتیں ہو سکتی ہیں اور چلتے ہوئے یہ سب کام کر سکتا ہے تیز چال میں ٹھہرے جانے یا کسی کے روک لینے کا اندیشہ ہے اور ایک منٹ بھی ٹھہر جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اس لیے ہلکی چال بہتر ہے ورنہ ہر چال جائز ہے۔
(مسائل اعتکاف ص ۳۲ بحوالہ بدائع ج ۲، ص ۲۸۴)

مسئلہ: بیت الخلاء کے لئے جاتے اور وہاں سے آتے وقت تیز چلنا ضروری نہیں، آہستہ سے چلنا بھی جائز ہے۔ (عالمگیری)

قضائے حاجت سے واپسی پر ہر مرتبہ دعا پڑھے یا ایک مرتبہ:

سوال معتکف پاخانہ، پیشاب کو جب مسجد سے باہر نکلے واپسی پر ہر مرتبہ اعتکاف کی دعا پڑھے یا پہلے دن داخل ہوتے وقت کی دعا اخیر تک کافی ہے؟

جواب: پہلی دعا کافی ہے ہر دفعہ پڑھ لینا بھی بہتر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۵)

معتکف کا اخراج ریح کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف اخراج ریح کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے یا اس کے لیے مسجد میں اخراج ریح درست ہے؟

جواب: ہاں صحیح یہ ہے کہ اخراج ریح کے لیے باہر چلا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۸۵)

اور امداد الفتاویٰ میں یہ مسئلہ یوں لکھا ہے: زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مسجد سے باہر نکل جانا چاہیے اور روایت مطلق ہونے کی وجہ سے معتکف اور غیر معتکف دونوں کو شامل ہے یعنی مسجد میں ریح خارج نہیں کرنی چاہیے معتکف ہو یا غیر معتکف۔

(امداد الفتاوی ج ۲ ص ۱۸۳)

خروج ریح کے مرض میں مبتلا شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا:

سوال: مجھے خروج ریح کا مرض ہے، خروج ریح آواز اور بغیر آواز دونوں طرح سے ہوتا ہے تو اس حالت میں کیا میں اعتکاف کرسکتا ہوں؟ اگر بستی میں ایسے شخص کے سوا کوئی اور شخص اعتکاف سنت علی الکفایہ میں معتکف ہونے والا نہ ہو تب بھی اس کو اعتکاف کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس چیز سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے مسجد میں احداث مکروہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جس کو ریاح سے نجات نہ ہو تو اس کو احترام مسجد کے پیش نظر اعتکاف سے احتیاط چاہیے خاص کر جب کوئی دوسرا اعتکاف کرنے والا موجود ہو۔ (محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۵)

معتکف کا غسل کی غرض سے نکلنا

مسئلہ: معتکف کو صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے، اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے غسل کرنا ممکن ہو، مثلاً کسی بڑے برتن میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرسکتا ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو غسل جنابت کے لئے باہر جاسکتا ہے۔ (فتح القدیر ج ۳، ص ۱۱۱) اور اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اگر مسجد کا کوئی غسل خانہ موجود ہے تو اس میں جا کر غسل کریں، لیکن اگر مسجد میں

کوئی غسل خانہ موجود نہیں ہے یا اس میں غسل کرنا کسی وجہ سے ممکن نہیں یا سخت دشوار ہے تو اپنے گھر جا کر بھی غسل کر سکتا ہے، غسل جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ جمعہ کے لئے غسل، یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اس غرض سے مسجد سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، البتہ جمعہ کا غسل کرنا ہو یا ٹھنڈک کے لئے نہانا ہو تو اس کی ایسی صورت اختیار کی جا سکتی ہے جس سے پانی مسجد میں نہ گرے، مثلاً کسی ٹپ میں بیٹھ کر نہالیں یا مسجد کے کنارے پر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسنون اعتکاف میں جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے مسجد سے باہر نہیں جانا چاہئے۔ ہاں نفلی اعتکاف میں ایسا کر سکتے ہیں، اس صورت میں غسل کے لئے جتنی دیر باہر رہیں گے اتنی دیر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا۔

معتکف کو احتلام ہو جانے کا بیان

مسئلہ: معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اس سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا، معتکف کو چاہیے کہ آنکھ کھلتے ہی پہلے تیمّم کرے یا تو پہلے ہی سے ایک کچی یا پکی اینٹ رکھ لی جائے ورنہ بدرجہ مجبوری مسجد کے صحن یا دیوار پر تیمّم کرے پھر غسل کا انتظام کرے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع ج ۲، ص ۲۸۷)

مسئلہ: غسل کا انتظام خود بھی کر سکتا ہے، دوسرا کوئی کر دے تو یہ بھی جائز ہے، مثلاً پانی کا بھرنا، پانی ڈالنے کے لیے لوٹا یا کوئی برتن لانا اگر دوسرا کوئی انتظام کر رہا ہو تو اتنی دیر میں معتکف تیمّم کے ساتھ مسجد میں رہے۔ پھر نہا کر کپڑے پہن کر مسجد میں آجائے۔

مسئلہ: سردیوں میں احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمّم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کر دے تا کہ گرم پانی ہو جائے،

اگر قرب وجوار میں کوئی گرم حمام ہو تو قریب والی دوکان پر بھی غسل کر کے آ سکتا ہے۔ اگر ہو سکے تو حمام والے کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے اور غسل کر کے فوراً چلا جائے۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ شامی)

معتکف کا احتلام کی صورت میں مسجد سے باہر پانی گرم کرنا اور اس کا انتظار کرنا:

مسئلہ: احتلام کی صورت میں گرم پانی کے انتظار میں تیمّم کر کے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں مسجد سے فوراً نکل جائے۔ البتہ مسجد سے باہر پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی جلد۴ص ۵۱۸)

معتکف کا وضو کی غرض سے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف وضو کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مسجد کے اندر وضو کرنا ممکن ہو بایں صورت کہ مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کی ایسی جگہ ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے باہر جانا جائز نہیں خواہ فرض وضو ہو یا مستحب وضو اور اگر مسجد کے اندر وضو کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں فرض وضو کے لیے نکلنا جائز ہے اور مستحب وضو کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

(از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۳۵، خیر الفتاوی جلد۴ص ۱۳۵)

مسئلہ: اگر کسی مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، چنانچہ ایسی صورت میں معتکف کو وضو خانے تک جانا بھی جائز نہیں ہے، بعض مسجدوں کے معتکفین کے لئے الگ پانی کی ٹونٹیاں اسی طرح لگائی جاتی ہیں کہ معتکف خود تو مسجد میں بیٹھتا ہے لیکن ٹوٹی کا پانی مسجد سے باہر گرتا ہے۔ اگر ایسا انتظام مسجد میں موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، اور اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو نل سے وضو

کرنے کے بجائے کسی غیر معتکف سے لوٹے میں پانی منگوا کر مسجد کے کنارے اس طرح وضو کرلیں کہ پانی مسجد سے باہر گرے۔

مسئلہ: لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی صورت ممکن نہ ہوتو وضو کے لئے مسجد سے باہر وضو خانے ، یا وضو خانہ موجود نہ ہوتو کسی اور جگہ جانا جائز ہے۔(شامی)اور یہ حکم ہر قسم کے وضو کا ہے خواہ وہ فرض نماز کے لئے جارہا ہو یا نفلی عبادت کے لئے۔

معتکفین کے لیے مسجد کے صحن کے کنارے پر ٹونٹی لگوانا:

سوال: رشید آباد کالونی میں جامع مسجد رشیدیہ میں آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف کرنے والوں کے لیے مسجد کے صحن کے کنارے پر ایک ٹونٹی لگائی گئی ہے اس سے صرف معتکف کو سہولت پہنچانا مقصود تھا ، جیسے وضو، کلی کرنا ، ہاتھ دھونا ، پانی پینا ، برتن دھونا وغیرہ اور اس ٹونٹی سے جو پانی آتا ہے وہ نہ مسجد کے صحن میں گرتا ہے اور نہ ہی ٹھہرتا ہے، بلکہ (نالی) کے ذریعے سے پانی حدود مسجد سے باہر چلا جاتا ہے یہ جگہ کچھ اس طرح ہے کہ مسجد کے صحن کے کنارے پر پلاسٹک بچھا کر اور اینٹوں سے حوضی کی شکل بنا کر پانی باہر نکالا گیا ہے ایسا کرنے سے مسجد کے احترام میں یا معتکف کے اعتکاف میں کچھ کمی یا نقص پڑتا ہو تو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا جائے؟

جواب: اگر مسجد کے صحن میں مستعمل پانی نہیں گرتا اور نہ ہی مسجد کی آلودگی ہوتی ہے تو شرعا اس کی گنجائش ہے۔اعتکاف میں خلل کی بجائے اعتکاف کی تکمیل ہے، کیونکہ صرف ہاتھ دھونے یا کلی وغیرہ کرنے کے لیے معتکف مسجد سے نہیں نکل سکتا۔

(خیر الفتاوی جلد ۴ ص ۱۴۷)

معتکف کا وضو کا پانی لینے کیلئے تالاب ندی یا کنویں پر جانا:

سوال: مسجد میں پانی نہیں ہے، معتکف وضو کرنے پانی لینے تالاب ، ندی یا کنویں پر جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جا سکتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۸۱)

ندی پر خارج مسجد وضو کا حکم:

اگر مسجد میں پانی اور وضو وغیرہ کا بندوبست نہ ہو تو مسجد سے باہر قریبی ندی پر جا کر وضو وغیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جب ایک مرتبہ جائے دوسری مرتبہ کے لیے پانی ساتھ لائے اور یہی حکم کپڑا وغیرہ دھونے کا بھی ہے یعنی پانی لا کر مسجد کے کنارے بیٹھ کر دھوئے۔

معتکف کا وضو مستحب کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف باوضو ہے اور اس وضو سے عبادت بھی کی ہے مگر وضو تازہ کرنا چاہتا ہے تو اس لیے نکل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جب کہ معتکف باوضو ہے تو تازہ وضو کے لیے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی۔
(فتاوی رحیمیہ جلد ۷، ص ۲۷۷)

باوضو سونے کی غرض سے معتکف کا وضو کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: معتکف بے وضو ہے اور باوضو، سونا چاہتا ہے تو وضو کے لیے نکل سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ جب مسنون اور مستحب غسل کے لیے نکلنے کی اجازت نہیں تو باوضو سونے کے لیے بطریق اولی نکلنے کی اجازت نہ ہونی چاہیے۔

جواب: جب وضو نہیں ہے اور باوضو سونا چاہتا ہے اور معتکف کے لیے ہمہ وقت باوضو رہنا اور باوضو سونا مناسب بھی ہے تو ایسا کر سکتا ہے کہ وضو کر کے کم از کم دو رکعت تحیۃ الوضو ہی پڑھ لے اور سو جائے اس کو غسل جمعہ اور غسل مستحب پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ غسل کے بغیر نماز جمعہ وغیرہ صحیح ہو جاتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ص ۲۷۷)

معتکف کا پانی لانے کے لیے مسجد سے باہر جانا:

مسئلہ: اگر اپنے پاس پانی موجود ہو تو پانی کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں اگر دوسرے سے منگوا سکتا ہے تو خود جانا جائز نہیں۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ اص ۲۶۵)

گرم پانی لینے کے لیے مسجد سے باہر جانا:

مسئلہ: اگر سرد پانی سے وضو کرنے میں زیادہ دقت ہوتی ہے اور حدوث مرض (یعنی مرض کا لاحق ہونا) یا ازدیادِ مرض (یعنی مرض اور بیماری کا بڑھ جانا) کا اندیشہ ہے تو جا سکتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۰ رص ۲۶۵)

وضو کا پانی لینے کیلئے دوسری جگہ یا اپنے گھر جانا:

مسئلہ: مسجد میں پانی ختم ہو گیا تو جہاں سے جلدی سے جلدی لا سکتا ہو وہاں جا کر پانی لا سکتا ہے اور اگر گھر جانا پڑے تو وہاں بھی جانا جائز ہے، خواہ وہیں وضو کر کے آ جائے یا مسجد میں آ کر نالی پر وضو کرے درمیان میں کہیں بلا ضرورت توقف نہ کرے۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ جامع الرموز)

معتکف کا دورانِ وضو صابن استعمال کرنا:

واضح رہے کہ معتکف کو ضرورتِ شرعیہ اور ضرورتِ طبیہ کے لیے حدودِ مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے اگر معتکف ضرورتِ شرعیہ اور ضرورت طبعیہ کی غرض سے نکلے اور اس دوران کوئی دوسرا کام بھی کر لے جس کے لیے مستقل طور پر رکنے کی ضرورت نہ ہو تو ایسے کاموں کی گنجائش ہے، لیکن بغیر شرعی و طبعی ضروت کے تھوڑی دیر بھی مسجد سے باہر رکنے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا وضو کے لیے نکل کر اگر دورانِ وضو منہ اور ہاتھ میں صابن لگا لے اور وضو کے ضمن میں جلد از جلد دھو لے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ تاہم چونکہ صابن کا استعمال ضرورت میں شامل نہیں۔ اس لیے اس عمل میں ذرا

سی بے احتیاطی اور تاخیر اعتکاف کو فاسد کرسکتی ہے۔ اس لیے احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ وضو کے وقت بھی صابن استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔

(فتویٰ از دار الافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی)

مسئلہ: جن صورتوں میں معتکف کے لئے وضو کی غرض سے باہر نکلنا جائز ہے ان میں وضو کے ساتھ مسواک منجن یا پیسٹ سے دانت کا مانجھنا، صابن لگانا اور تولیے سے اعضاء خشک کرنا بھی جائز ہے، لیکن وضو کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی باہر ٹھہرنا جائز نہیں اور نہ ہی راستے میں رکنا جائز ہے۔

معتکف کو کھانے کی ضرورت

مسئلہ: اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لئے مسجد میں کھانا پانی لا سکے تو اس کے لئے کھانا لانے کی غرض سے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، لیکن اگر کسی شخص کو ایسا آدمی میسر نہیں ہے تو وہ کھانے لانے کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔

(بحر الرائق ص ۳۲۶ ج ۲)

لیکن کھانا مسجد میں لا کر ہی کھانا چاہئے۔ (کفایت المفتی ص ۲۳۲ ج ۴)

نیز ایسے شخص کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اُسے کھانا تیار مل جائے، تاہم اگر کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو مضائقہ نہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۴۱)

معتکف کا کھانا کھانے کے لیے گھر جانا:

مسئلہ: معتکف اپنا کھانا مکان پر جا کر کھا سکتا ہے جبکہ لانے والا موجود نہ ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

معتکف کا ہوٹل یا گھر چائے پینے جانا:

سوال: معتکف چائے کا شدت سے عادی ہے ایک دن گھر سے نہیں آئی، ہوٹل یا گھر

چائے پینے جا سکتا ہے؟

جواب: گنجائش ہے اگر کوئی اور انتظام نہ ہو، بہتر یہ ہے کہ وہاں سے لاکر مسجد میں پیئے۔
(فتاوی محمودیہ جلد۱۰ص۲۸۳)

معتکف کا بیڑی پینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

اعتکاف سے پہلے ہی بیڑی چھوڑنے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو تعداد اور مقدار کم کرے اور کچھ پینی ہی پڑے تو جس وقت استنجا طہارت کے لیے نکلے تو اس وقت بیڑی کی حاجت بھی پوری کر لے، خاص بیڑی پینے کے لیے نہ نکلے مگر جب مجبور ہو جائے اور طبیعت خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے لیے بھی نکل سکتا ہے کہ ایسی اضطراری حالت کے وقت یہ طبعی ضرورت میں شمار ہوگا اور مخل اور مفسد اعتکاف نہ ہوگا۔ فتاوی رشیدیہ میں ہے:

''معتکف کو جائز ہے کہ بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بو زائل کر کے مسجد میں چلا آوے۔'' (فتاوی رشیدیہ جلد۳ص۵۷)

هذا ما ظهر لی الان فقط و الله اعلم بالصواب و علمه اتم و احكم
(فتاوی رحیمیہ جلد۷ص۲۷۸)

معتکف کا سگریٹ پینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

مسئلہ: اگر بغیر سگریٹ کے گزارہ نہیں تو اس کے لیے بھی جا سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پیشاب پاخانہ کے لیے جائے تو یہ کام بھی کر لے پھر منہ خوب مسواک سے صاف کر کے آجائے۔ (فتاوی محمودیہ جلد۱۰ص۲۳۹)

معتکف کا اپنے ناپاک بدن یا ناپاک کپڑوں کو دھونے کے لیے نکلنا:

مسئلہ: معتکف کا بدن یا کپڑے ناپاک ہو جائیں تو خود بھی مسجد سے باہر جا کر دھو سکتا ہے کیونکہ ناپاکی اور ناپاک چیز سے مسجد کو بچانا واجب ہے
(مسائل اعتکاف بحوالہ شامی ج۲ص۴۵۰)

حاجات شرعیہ اور طبعیہ کا استثناء:

مسئلہ: حاجات شرعیہ (مثلاً جمعہ کی نماز کے لیے جانا) حاجات طبعیہ (جیسے بول وبراز اور غسل جنابت) کے لیے جانا جائز ہے۔ان کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت نہیں یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ اعتکاف کرتے وقت آپ نیت میں یہ بھی شرط لگائیں کہ میں جمعہ یا پیشاب و پاخانہ کے لیے جایا کروں گا۔ ان چیزوں کی شریعت نے خود ہی اجازت دیدی ہے اس لیے یہ خود بخود ہی مستثنیٰ ہو جاتے ہیں۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ شامیہ)

کھانا لینے کے لیے گھر جا کر کھانے کی تیاری کا انتظار کرنا:

کھانا لینے کے لیے گھر گیا معلوم ہوا کہ کھانے کی تیاری میں معمولی دیر ہے، مثلاً سالن کو بگھار لگ رہا ہے اس کا انتظار کرنا جائز ہے (احسن الفتاوی جلد۴ ص ۵۱۷)

گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کے لئے مسجد سے واپس نکلنا:

سوال: معتکف پاخانہ کرنے گیا، راستہ میں نقدی یا ضروری کاغذات گر گئے، تلاش کرنے جا سکتا ہے؟

جواب: اس کی بھی گنجائش ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۸۳)

سرکاری وظیفہ لینے کے لیے مسجد سے نکلنا:

سوال: یہاں (برطانیہ، انگلینڈ) میں کام کرنے والے حضرات بہت کم اعتکاف کرتے ہیں، اکثر معتکفین وہی ہوتے ہیں جو کارخانے وغیرہ میں کام نہیں کرتے لیکن ایسے لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ سرکاری آفس میں حاضر ہو کر دستخط کرنے پر پیسے ملتے ہیں، یہی ان کی تنخواہ (وظیفہ) ہے اگر آفس میں نہ جائیں تو وظیفہ نہیں ملتا تو دستخط کرنے کے لیے معتکف جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہو سکتا ہو تب تو جا سکے گا اور دستخط کر کے فوراً مسجد

میں آجائے اور احتیاطاً بعد میں ایک روز کے اعتکاف کی قضا بھی کرلے اور اگر اس پر گذران موقوف نہ ہو تو جانے کی اجازت نہیں، جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(فتاوی رحیمیہ: جلد ۷ ص ۲۸۳)

اعتکاف میں فوری حاجات پیش آنے کا بیان

حاجات ضروریہ کی تعریف:

معتکف کو اچانک کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے اسے اعتکاف گاہ چھوڑنا پڑ جائے ایسی باتوں کو حاجات ضروریہ کہتے ہیں۔ (مراقی الفلاح)

مثلاً مسجد گرنے لگے اور معتکف کو دب جانے کا خطرہ ہو جائے یا ظالم حاکم گرفتار کرنے آجائے یا ایسی شہادت دینا ضروری ہو گیا کہ جو شرعاً معتکف کے ذمہ واجب ہے کہ مدعی کا حق اس کی شہادت پر موقوف ہے دوسرا کوئی شاہد نہیں ہے اگر معتکف گواہی نہ دے تو مدعی کا حق فوت ہو جائے گا یا کوئی آدمی یا بچہ پانی میں ڈوب رہا ہے، آگ میں گر پڑا ہے یا خطرہ ہے یا سخت بیمار ہو گیا ہے یا گھر والوں میں سے کسی کی جان، مال آبرو کا خطرہ ہے یا جنازہ آگیا ہے اور جنازے کی کوئی نماز نہیں پڑھاتا یا جہاد کا عام حکم ہو گیا اور جہاد میں شریک ہونا فرض عین ہو گیا یا کسی شخص نے زبردستی ہاتھ پکڑ کر باہر کھڑا کر دیا یا جماعت کے نمازی سب چلے گئے، اب مسجد میں جماعت کا انتظام نہ رہا اس قسم کی سب ''حاجات ضروریہ'' کہلاتی ہیں، اکثر صورتوں میں اعتکاف ترک کرنا فرض اور واجب ہو جاتا ہے اور اعتکاف چھوڑنے کا گناہ بھی نہیں ہوتا۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۳)

رہا اس اعتکاف کو چھوڑنے سے اعتکاف کا فاسد ہو جانا تو اس کا حکم اعتکاف کے مفسدات میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۳)

معتکف کا مسجد سے شدید مجبوری کی وجہ سے نکلنا:

ہر معتکف کے لئے ضروری ہے کہ اُس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اُسی میں پورا کرے، لیکن اگر کوئی ایسی شدید مجبوری آجائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے، مثلاً وہ مسجد منہدم ہوجائے یا کوئی زبردستی وہاں سے نکال دے یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہوتو دوسری مسجد میں منتقل ہوکر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے، اوراس غرض کے لئے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا مسجد میں چلا جائے۔

(احکام اعتکاف ص ۴۵، بحوالہ فتح القدیر ص ۱۱۱ ج ۳ عالمگیری)

مسجد میں آگ لگ جانے یا چھت وغیرہ گرنے کی صورت میں اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: اگر مسجد میں آگ لگ گئی یا مسجد گرنے لگی یا اس قسم کی کوئی آفت یا پریشانی لاحق ہوئی جس سے جان کا یا نقصان کا اندیشہ ہوتو ایسی صورت میں اس مسجد سے نکل کر دوسری مسجد میں جانا اور اعتکاف پورا کرنا درست ہے البتہ اگر مسجد سے نکلنے کے بعد فوراً دوسری مسجد میں منتقل نہ ہوا بلکہ تاخیر کرتا رہا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(ملخص از فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۳۲)

معتکف کا جن مجبوریوں کی وجہ سے مسجد سے نکلنا درست ہے؟

سوال: بعض حالتوں میں معتکف کا مسجد سے نکلنا ضروری ہوجاتا ہے ان حالتوں میں سنت مؤکدہ کی ادائیگی کی کیا سبیل ہوگی؟

① معتکف کا انتقال ہوگیا، ② پاگل ہوگیا، ③ پولیس پکڑ کے لے گئی، ④ مسجد میں آگ لگ گئی، ⑤ فساد ہوگیا۔ ⑥ جان کے خوف سے مسجد سے بھاگ گیا ⑦ طبیعت خراب ہوگئی ⑧ پیشی مقدمات کی آگئی ⑨ بیوی یا بچے کا انتقال ہوگیا۔

جواب: اگر ہر مسجد ومحلہ میں اعتکاف کا اہتمام ہو اور کسی ایک کو اس قسم کا حادثہ پیش آجائے۔ تو بقیہ کا اعتکاف تو پورا ہو جائے گا۔ اور سنت علی الکفایہ ادا ہو جائے گی۔ مسجد میں آگ لگنے یا فساد ہونے سے اگر وہاں سے نکل کر فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۳۲)

مسجد اگر بارش سے ٹپکتی ہو تو معتکف کیا کرے؟:

اس کا علاج تو یہ ہے کہ مسجد کی چھت درست کرائی جائے اور ہر مسجد اور ہر محلے میں اعتکاف کیا جائے اگر مسجد مذکورہ میں اعتکاف کی گنجائش نہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے بحالت عذر اس کی اجازت ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۲۹)

وان خرج من المسجد بعذر بان انهدم المسجد او اخرج مكرها فدخل مسجدا آخر من ساعته لم يفسد اعتكافه استحسانا

(عالمگیری جلد اص ۲۱۲)

اعتکاف کی جگہ کے مسائل کا بیان

ذیل میں جو مسائل لکھے جارہے ہیں مردوں کے لیے ہیں، عورتوں کے متعلق جو مخصوص مسائل ہیں انہیں ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

مسئلہ: معتکف کو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ اعتکاف کی تین قسموں واجب، مسنون، مستحب میں سے کون سا اعتکاف کرنا چاہتا ہے اور جس مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے وہ اس مسجد میں درست ہے یا نہیں؟ (مسائل اعتکاف ص ۴۴)

مسائل اعتکاف میں مسجد سے کیا مراد ہے؟

مسئلہ: مسجد کا تمام احاطہ عرفاً مسجد ہی کہلاتا ہے لیکن اعتکاف کے بیان میں جہاں مسجد کا لفظ آتا ہے اس سے مراد وہی جگہ ہوتی ہے جہاں تک سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے مقرر کی گئی ہے یعنی مسجد کا اندرونی حصہ برآمدہ اور صحن۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ مسجد میں جس جگہ آپ وضو نہیں کر سکتے، جنابت کی حالت میں وہاں نہیں جا سکتے۔ وہ جگہ مراد ہے۔ عموماً جہاں تک مسجد کا صحن کہلاتا ہے۔ وہاں تک مسجد کی حد ہوا کرتی ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۵ بحوالہ البحر الرائق)

حدود مسجد کا مطلب:

بہت سے لوگ حدود مسجد کا مطلب نہیں سمجھتے، اور اس بناء پر ان کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ حدود مسجد کا کیا مطلب ہے؟ عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطہ کو مسجد ہی کہتے ہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ پورا احاطہ مسجد ہونا ضروری نہیں، بلکہ شرعاً صرف وہ حصہ مسجد ہوتا ہے جسے بانی نے مسجد قرار دے کر وقت کیا ہو۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زمین کے کسی حصے کا مسجد ہونا اور چیز ہے اور مسجد کی ضروریات کیلئے وقف ہونا اور چیز، شرعاً مسجد صرف اتنے حصہ کو کہا جائے گا جسے بنانے والے نے مسجد قرار دیا ہو، یعنی نماز پڑھنے کے سوا، اس سے کچھ اور مقصود نہ ہو لیکن تقریباً ہر مسجد میں کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے، مثلاً وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا، خانہ، نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ، امام کا حجرہ، گودام وغیرہ اس حصے پر شرعاً مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، چنانچہ ان حصوں میں جنابت کی حالت میں جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ اصل مسجد میں جنبی کا داخل ہونا جائز نہیں۔ اس ضروریات مسجد والے حصے میں معتکف کا جانا بالکل جائز نہیں، بلکہ اگر معتکف اس حصے میں شرعی عذر کے بغیر ایک لمحے کے لئے بھی چلا جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، پھر بعض مساجد میں تو ضروریات مسجد والا حصہ اصل مسجد سے بالکل الگ اور ممتاز ہے، جسکی پہچان مشکل نہیں ہوتی، لیکن بعض مساجد میں یہ حصہ اصل مسجد سے اس طرح متصل ہوتا ہے کہ ہر شخص اسے نہیں پہچان سکتا اور جب تک بانی مسجد صراحۃً نہ بتائے کہ یہ حصہ مسجد نہیں ہے اس وقت تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔ لہٰذا جب کسی شخص کا کسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ارادہ

ہوتو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ مسجد کے بانی یا اس کے متولی سے مسجد کی ٹھیک ٹھیک حدود معلوم کرے، مسجد والوں کو چاہئے کہ وہ مسجد میں ایک نقشہ مرتب کر کے لٹکا دیں جس میں مسجد کی حدود واضح کردی گئی ہو، ورنہ کم از کم بیسویں روزے کو جب معتکفین مسجد میں جمع ہو جائیں تو انہیں زبانی طور پر سمجھا دیا جائے کہ مسجد کی حدود کہاں کہاں تک ہیں؟

معتکف کو مسجد کے مندرجہ ذیل مقامات پر جانا جائز نہیں:

صحن مسجد کے علاوہ جتنی جگہ مسجد کی دوسری ضرورتوں کے لیے مقرر کی جاتی ہیں۔ مثلاً ① وضو کرنے کی جگہ ② وضو کی ٹونٹیاں ③ وضو کی نالیاں ④ وضو کے لیے بیٹھنے کی جگہ ⑤ غسل خانے ⑥ امام ومؤذن کا حجرہ ⑦ جنازہ گاہ ⑧ وہ دالان جو نماز پڑھنے کے علاوہ کسی دوسری نیت سے بنائے گئے ہوں ⑨ اسی طرح سہ دریاں ⑩ تہہ خانے ⑪ بچوں کی تعلیم گاہ ⑫ مسجد کا صدر دروازہ یا کوئی دوسرا دروازہ جہاں تک جوتے پہنے ہوئے آجاتے ہیں ⑬ اور ان سب کی چھتیں ⑭ کوئی افتادہ پلاٹ ⑮ اسی قسم کی وہ تمام جگہیں جو مسجد کی ضرورت ومصلحت کے لیے یا نمازیوں کے آرام کے لیے بنائی گئی ہوں اگر چہ یہ مسجد کے احاطہ کے اندر ہی ہوں لیکن معتکف کے لیے یہ مسجد کے حکم میں نہیں ہوتیں، ان سب جگہوں پر معتکف کو جانا جائز نہیں۔ الا یہ کہ وہاں شریعت نے ضرورتاً جانے کی اجازت دی ہو۔ جیسے: وضو کرنا، پیشاب و پاخانہ کرنا، غسل جنابت کے لیے چلے جانا، یہ سب بقدر ضرورت جائز ہیں۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ درمختار)

مزید وضاحت:

جن مسجدوں میں وضو خانے، اصل مسجد سے بالکل متصل ہوتے ہیں وہاں عام طور پر لوگ وضو خانوں کو بھی مسجد کا حصہ سمجھتے ہیں اور اعتکاف کی حالت میں بھی بے کھٹکے

وہاں آتے جاتے رہتے ہیں، خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، وضو خانے مسجد کا حصہ نہیں ہوتے اور معتکف کیلئے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر جانا جائز نہیں ہے، اور وضو خانہ کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں، اسی طرح مسجد کی سیڑھیاں جن پر لوگ چڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں وہ بھی عموماً مسجد سے خارج ہوتی ہیں۔ اس لئے معتکف کو شرعی ضرورت کے بغیر وہاں جانا جائز نہیں ہے۔ بعض مسجدوں کے صحن میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہ بھی مسجد کی حدود سے خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ حوض کے قریب مسجد کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور حوض کی حدود کہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ جن مسجدوں میں نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ الگ بنی ہوتی ہے وہ بھی مسجد سے خارج ہوتی ہے، معتکف کو وہاں جانا بھی جائز نہیں۔ بعض مساجد میں امام کی رہائش کے لئے مسجد کے ساتھ کمرہ بنا ہوتا ہے، یہ کمرہ بھی مسجد سے خارج ہوتا ہے اور اس میں معتکفین کو جانا جائز نہیں بعض مساجد میں ایسا کمرہ امام کی رہائش کے لئے نہیں ہوتا، لیکن امام کی تنہائی کی ضروریات کے لئے بنایا جاتا ہے۔ اس کمرے کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو، اس وقت تک اسے خارج مسجد سمجھا جائے گا اور معتکف کو اس میں جانا جائز نہیں، ہاں اگر بانی مسجد نے اس کے مسجد ہونے کی نیت کر لی ہو تو پھر معتکف اسمیں بھی جا سکتا ہے، بعض مساجد میں مسجد کی دریاں، صفیں، چٹائیاں اور دیگر سامان رکھنے کیلئے الگ کمرہ یا کوئی جگہ بنائی جاتی ہے، اس جگہ بھی کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک بنانے والے نے اس مسجد قرار نہ دیا ہو، یہ جگہ مسجد نہیں ہے اور معتکف اس میں نہیں جا سکتا۔ اس تفصیل سے واضح ہوا ہوگا کہ مسجد کو اچھی طرح معین کر لینا چاہئے۔ پھر جس مسجد کی حدود معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد اعتکاف کے دوران شرعی ضرورت کے بغیر ان حدود سے ایک لمحے کے لئے بھی باہر نہ نکلیں ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (احکام اعتکاف ص ۳۵ تا ۳۸)

''اہم ہدایت''

اوپر معتکف کو جن مقامات پر جانا شرعی اور طبعی ضرورت کے طور پر جائز نہیں ان مقامات کو بار بار پوری توجہ سے پڑھیں، اکثر و بیشتر معتکف حضرات بے دھیانی یا مسائل سے لاعلمی کی بنا پر یہاں بھی ہاتھ دھونے، کبھی کلی کرنے، کبھی ناک صاف کرنے، کبھی برتن دھونے اور اسی طرح کے دوسرے متفرق کاموں کے لیے چلے جاتے ہیں، جس سے ان کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور انہیں اس کا علم بھی نہیں رہتا۔ یاد رکھئے! کہ شرعی اور طبعی حاجت کے بغیر ان ذکر کردہ مقامات پر چلے جانے سے خواہ وہ جانا صرف ایک منٹ کے لیے ہو اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص۳۶)

معتکف کا مسجد کے صحن میں بنے ہوئے حوض پر جانا

مسئلہ: صحن مسجد میں جو حوض بنا ہوتا ہے وہاں بھی وضو کرنے کے لیے تو جا سکتا ہے لیکن کسی دوسرے کام مثلاً کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے، کلی کرنے کے لیے، کھانے کے برتن دھونے کے لیے جانا جائز نہیں، یہی حکم ہر وضو کی جگہ جانے کا ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۶ بحوالہ جامع الرموز)

معتکف کے لیے مسجد کی چھت کا حکم

مسئلہ: مسجد کی چھت مسجد ہی کے حکم میں آتی ہے۔ اس لیے معتکف مسجد کی چھت پر آ جا سکتا ہے بشرطیکہ چھت کا زینہ مسجد کے اندر ہو، اگر زینہ مسجد کے باہر ہو تو پھر زینہ پر جانا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص۳۴)

معتکف کے لیے کئی منزلہ مسجد کا حکم

مسئلہ: جو مسجد کئی منزلہ ہو تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کر لینے کے بعد اس کی دوسری منزل پر بھی معتکف جا سکتا ہے

بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ مسجد کے اندر ہی ہو، حدود مسجد سے باہر نہ ہو، اگر مسجد کی حدود سے دو چار سیڑھیاں بھی باہر ہو جاتی ہوں تو بھی جانا جائز نہیں ہے۔

(مسائل اعتکاف ص ۳۴)

معتکف کے لیے مسجد کی دکانوں پر بنے ہوئے صحن کا حکم

سوال: جن مساجد کا اندر کا درجہ تو بھرا اوپر بنا ہوا اور صحن دوکانوں پر ھو تو معلوم ہے کہ صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا دریافت کرنا یہ ہے کہ جو شخص اندر کے درجہ میں اعتکاف کرے اس کو جماعت سے نماز ادا کرنے کو صحن مسجد میں آنا (کیونکہ جماعت اکثر آج کل باہر ہی ہوتی ہے) مفسد اعتکاف ہوگا یا نہیں اور صاحبین اور امام صاحب سے جو اختلاف مفسد اعتکاف مسجد سے نکلنے میں ایک ساعت اور ایک وقت نماز کامل خارج مسجد سے رہے اس میں کون سا قول راجح تر ہے؟

جواب: اول تو اگر دوکانیں مسجد کی وقف ہوں تو بعض روایات فقہیہ کی رو سے اس سطح کو مسجد کہنے کی گنجائش ہے، ضرورت جماعت میں اس روایت پر عمل کرنا جائز ہے اور دوسرے اگر قول راجح ہی لیا جاوے تو اس کا حکم مسجد کا نہیں تاہم معتکف کو ضرورت کی وجہ سے خروج عن المسجد جائز ہے خواہ وہ ضرورت طبعی ہو یا دینی اور ادراک جماعت مثل ادراک جمعہ ضرورت دینیہ ہے اس لیے خروج جائز ہے تیسرے جب پہلے سے معلوم ہو کہ مجھ کو یہاں تک آنا پڑے گا گویا نیت استثنا کی ہوگی اور استثناء کے وقت خروج جائز ہے۔ چوتھے صاحبین کے قول کو بعض نے ترجیح دی ہے۔

(امداد الفتاوی جلد ۲ ص ۱۸۲)

مسجد سے متصل حجرہ میں اعتکاف:

سوال: ایک مسجد جو نو تعمیر ہے اس کے پیچھے حصے میں شمال کی جانب ایک تین کھونٹا (زاویہ) چھوٹا کمرہ ہے جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہی کو ہے متولی مسجد نے بیان کیا

کہ یہ مسجد تعمیر ہوتے وقت یہ حصہ مسجد ہی کی نیت سے تعمیر ہوا مگر صف سیدھی کرنے کی وجہ سے مشیران کمیٹی نے اس حصہ کو علیحدہ کر دیا اور طے ہوا کہ اس میں مسجد وغیرہ کا سامان رکھ دیا جائے کرے گا اس حجرہ میں معتکف اعتکاف کے لیے بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا کوئی دروازہ باہر کو نہیں ہے۔

جواب: مسجد کے کسی حصہ کو جو نماز کے لیے ھو کسی دوسرے کام کے لیے مخصوص کر دینا اور نماز کو وہاں سے ختم کر دینا جائز نہیں حجرہ کی بظاہر ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سے خارج ہے، مسجد نہیں ہے، امام یا متولی یا سامان کے لیے بنایا گیا ہے، اس لیے اس حجرہ میں اعتکاف نہ کیا جائے۔ ہاں اگر دروازہ یا دیوار توڑ کر مسجد میں شامل کر لے تو پھر وہاں اعتکاف کرنے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۸)

معتکف کی چہل قدمی کے لیے احاطہ مسجد میں حدود:

سوال: مسجد کا احاطہ کافی لمبا چوڑا ہے، معتکف کہاں تک چل پھر سکتا ہے؟

جواب: جو حصہ نماز کے لیے متعین ہے وہاں تک اجازت ہے۔ بلا وجہ وہاں بھی تفریح کرتا نہ پھرے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

معتکف کے لیے مسجد کی دیواروں کا حکم:

مسجد کی وہ دیواریں جن پر مسجد کی عمارت قائم ہے مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہے لہٰذا اس دیوار میں کوئی محراب، طاقچہ، الماری یا کھڑکی بنی ہوئی ہو یا لاوڈ اسپیکر لگا ہوا ہو تو ان مقامات پر معتکف حالت اعتکاف میں آجا سکتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: مسجد کی جو دیوار الگ بنی ہوئی ہو یا اس کے متعلق شبہ ہو کہ پتہ نہیں بانی مسجد نے اس کو مسجد میں شامل بھی کیا ہے یا نہیں یا دیوار تو نہ ہو بلکہ دوسری کوئی ایسی جگہ ہو جس کے متعلق شبہ ہو کہ معلوم نہیں یہ مسجد میں شامل ہے یا نہیں تو جب تک تحقیق نہ

کر لے اس وقت تک وہاں جانا جائز نہیں۔ (مسائل اعتکاف ص ۳۷ بحوالہ امداد الفتاوی)

فصیل مسجد کا مسجد سے خارج ہونا:

سوال: مسجد کی فصیل یعنی منڈیر مسجد کے اندر داخل ہے یا خارج؟

جواب: مسجد کے اندر کسی چیز کے داخل یا خارج ہونے کا مدار بانی وواقف کی نیت پر ہے اور اگر وہ موجود نہ ہو تو قرائن پر ہے تو میرے نزدیک قرائن عرفیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد سے خارج ہے اگر کسی کو اس کا خلاف قرائن سے محقق ہو جائے تو داخل سمجھنا چاہیے لیکن خارج ہونے کی صورت میں بھی وہاں بیٹھ کر کوئی ایسا فعل نہ کرے جس کا اثر مسجد میں پہونچ کر موجب تفویت اس کے احترام کا ہو مثلاً حقہ وغیرہ وہاں بیٹھ کر پینا حدیث میں ہے من اکل الثوم فلا یقربن مصلانا اس میں "لا یقربن" کا لفظ اس دعوی مذکور کا مؤید ہے۔ (امداد الفتاوی جلد ۲ ص ۱۸۴)

معتکف کے لیے مسجد کی فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں؟

سوال: اعتکاف کرنے والے کے لیے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں بانی مسجد کی نیت کا اعتبار ہے اگر اس نے اس فصیل کو داخل مسجد سمجھا تو داخل ہے ورنہ خارج۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل مسجد سے ملی ہوئی ہے وہ داخل ہوتی ہے اور دوسری طرف کی فصیل خارج ہوتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۶ ص ۳۱۳)

معتکف کے لیے محراب کا حکم:

مسئلہ: مسجد کا محراب حدود مسجد میں شامل ہے لہذا معتکف کے لئے بلا عذر محراب میں جانا بیٹھنا اور لیٹنا سب جائز ہے

معتکف کا ایک قدم مسجد کے اندر ہو اور ایک قدم باہر:

ایسی صورت میں اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۶۴)

غصباً جوحصہ مسجد میں لے لیا گیا ہواس میں معتکف کا جانا اور ٹھہرنا:

سوال: زید نے عمر، بکر وخالد کے راستہ حویلی مملوکہ سے فرش مسجد میں غصبا جوجگہ داخل کر لی ہے، اس جگہ میں جوظاہر سب فرش مسجد معلوم ہوتا ہے معتکف کا بلاضرورت ٹھہرنا یاوضو کے واسطے اس جگہ بیٹھنا معتکف کو جائز ہے یانہیں یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف ٹوٹ جاوے گا اور قضا اس کی واجب ہوگی۔

جواب: ظاہر ہے کہ جوجگہ غصبا مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوئی، معتکف کو بحالت اعتکاف وہاں جانا اور بیٹھنا مفسد اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضا بھی لازم ہوگی۔ (فتاوی رحیمیہ جلد۶ ص۳۱۲)

نفلی اعتکاف کا بیان

سوال: نفلی اعتکاف کون سا ہے؟

جواب: اعتکاف واجب ومسنون کے علاوہ جس وقت جواعتکاف کیا جائے گا وہ نفلی اعتکاف ہوگا۔ (مسائل اعتکاف ص۴۲ بحوالہ ھندیہ جلد۱ ص۲۱۱)

اعتکاف کی تیسری قسم نفلی اعتکاف ہے، اس قسم کے لئے نہ وقت کی شرط ہے، نہ روزے کی، نہ دن کی، نہ رات کی، بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لئے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوجائے، اسے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

(احکام اعتکاف ص۵۶)

نفلی اعتکاف کی کم سے کم مدت:

معتمد قول یہ ہے کہ نفلی اعتکاف کی ادنی مقدار ایک ساعت یعنی وقت کی کم سے کم غیرمحدود مقدار ہے خواہ وہ رات کے وقت میں ہو یادن کے وقت میں۔

اور ساعت فقہاء کی اصطلاح میں زمانہ کے ایک ادنی جزو کا نام ہے۔ اور پندرہ

درجہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے یعنی دن رات کا چوبیسواں حصہ مراد نہیں ہے جیسا کہ جنتری والوں اور نجومیوں کی اصطلاح میں ہے۔ (عمدۃ الفقہ جلد۳ص۳۹۲)

نفل ومستحب اعتکاف کے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی اعتکاف جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے اس لیے ہر شخص کے لیے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے میں نے اپنے والد صاحب نوراللہ مرقدہ کو اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے۔ (فضائل رمضان فصل ثالث ص۶۸۵)

مسئلہ: نفلی اعتکاف کی کوئی مقدار مقرر نہیں، ایک منٹ کا بھی ہوسکتا ہے بلکہ مسجد کی اگلی صف سے چلتے وقت نیت کرلینے سے دروازے تک آنے کا یا ایک دروازے سے گزر کر دوسرے دروازے سے نکلنے تک بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔
(مسائل اعتکاف ص۴۲ بحوالہ کنز الدقائق)

مسئلہ: رمضان شریف کے آخری عشرے میں دن سے کم کی نیت سے اگر اعتکاف کریں تو وہ بھی نفلی اعتکاف کریں، نفلی اعتکاف یوں تو ہر زمانہ میں ہوسکتا ہے، لیکن رمضان شریف میں زیادہ ثواب ہے۔ یہ ایسا آسان عمل ہے کہ اس کی انجام دہی میں نہ وقت زیادہ لگانا پڑتا ہے، نہ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، اور ثواب مفت میں ملتا ہے، صرف دھیان اور نیت کی بات ہے، اس کے باوجود اگر ہم اس ثواب سے محروم رہیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضہ ہے کہ انسان یہ عادت ڈال لے کہ جب کبھی کسی بھی کام کیلئے مسجد جائے، تو اعتکاف کی نیت کرے تاکہ اس کی فضیلت سے محروم نہ رہے۔ (مسائل اعتکاف ص۵۶)

ایک نصیحت:

یہ اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے کہ جب بھی مسجد میں جانا ہو، نماز کا وقت ہو یا نہ ہو، رمضان شریف کا مہینہ ہو یا کوئی دوسرا مہینہ نفلی اعتکاف کی نیت کرلیا کریں تا کہ دوسری نیتوں کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب مل جایا کرے گا۔ مؤمن تو نیکیوں کا بڑا حریص ہوتا ہے اس لیے اس کی عادت ڈالنی چاہیے۔

نفلی اعتکاف کی نیت:

مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت یوں کرنی چاہیے کہ جتنی دیر میں مسجد میں ٹھہرونگا اللہ کے لیے اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اور صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ (از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۸ مسائل اعتکاف ص ۴۲ بحوالہ بحر الرائق)

اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت یاد نہ رہے؟

مسئلہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرنا یاد نہ رہا تو بعد میں یاد آجائے تو اس وقت نیت کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر ہونے سے پہلے پہلے جب یاد آجائے نیت کرلے ان شاء اللہ تعالیٰ ثواب مل جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ مراقی الفلاح)

فجر کی سنت پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں لیٹنا:

مسئلہ: جماعت کے انتظار میں سنتیں پڑھ کر یا پہلے مسجد میں جبکہ کمزوری کی وجہ سے بیٹھنا دشوار ہو کچھ دیر کے لیے لیٹ جانے میں مضائقہ نہیں خاص کر اعتکاف کی نیت کر کے مگر اس طرح ہو کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۹)

نفلی اعتکاف رمضان کے علاوہ میں:

نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہوسکتا ہے اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام

کرنا درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۵۷)

نفلی اعتکاف اور مسنون اعتکاف میں فرق:

مسئلہ: جو پابندیاں سنت مؤکدہ علی الکفایہ اعتکاف میں ہیں وہی پابندیاں نفلی اعتکاف میں بھی ہیں مگر ایک تو نفلی اعتکاف میں روزہ کی قید نہیں اور اعتکاف مسنون رمضان شریف کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اس میں روزہ بھی ہوتا ہے، دوسرا بلا ضرورت جب معتکف مسجد سے نکلے گا تو نفلی اعتکاف جس کی کوئی مدت متعین نہیں کی تھی، وہ ختم ہو جائے گا، فاسد نہیں ہوگا، اعتکاف مسنون ایسی حالت میں فاسد ہو جاتا ہے۔

(فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۵۸)

نفلی اعتکاف کا وقت مقرر کرنے کے بعد پورا کرنے کا حکم؟

مسئلہ: کسی شخص نے نفلی اعتکاف کا کوئی وقت مقرر کرلیا مثلاً ایک دن، دو دن، ایک رات ایک دن، ایک گھنٹہ، دو گھنٹے تو بہتر یہی ہے کہ اس کو پورا کرے، لیکن اگر درمیان میں سے اٹھ کر چلا جائے تو یہ اعتکاف ختم ہو جائے گا، اس کو اعتکاف توڑنا نہیں کہیں گے اور بقیہ اعتکاف کی قضا بھی نہیں، جتنا اعتکاف کرلیا اتنا ثواب پالیا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ ج ۲، ۲۸۵)

مسئلہ: کسی صاحب علم کو یہ اشکال ہو کہ نفل شروع کر دینے سے اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے تو اس بارے میں فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جتنا وقت اعتکاف میں آ گیا وہی واجب ہوا تھا اور جو باقی ہے اس میں اعتکاف شروع ہی نہیں ہوا لہٰذا وہ واجب بھی نہیں ہوا اور اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ (مسائل اعتکاف ص ۴۳ بحوالہ شامیہ)

نفلی اعتکاف ٹوٹنے کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے مثلاً تین دن کے اعتکاف کی نیت کی تھی لیکن مسجد میں داخل ہونے کے بعد کوئی ایسا کام کرلیا جس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے تو اُس کا

اعتکاف پورا ہو گیا، یعنی اعتکاف ٹوٹنے سے پہلے جتنی دیر مسجد میں رہا اتنی دیر کا ثواب مل گیا اور کوئی قضاء بھی واجب نہیں ہوئی اب اگر چاہے تو مسجد سے نکل آئے اور چاہے تو نئے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا رہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی جتنے دن اعتکاف کی نیت کی تھی اتنے دن پورے کر لے۔

نفلی اعتکاف کو توڑ دینے پر قضا کا حکم:

مسئلہ: نفلی اعتکاف توڑ دینے سے اس کی قضا لازم نہیں ہوتی بلکہ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی وقت متعین کر لینے کے بعد حتی الامکان اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ درمختار جلد۲ ص۴۴۴)

نفلی اعتکاف کو بلا عذر توڑنا:

مسئلہ: نفلی اعتکاف کو بلا کسی عذر کے بھی توڑ دے تو اس کی قضا لازم نہیں ہوگی کیونکہ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری ۱،۲۱۳)

نفلی اعتکاف کون سی مسجد میں ہو سکتا ہے:

مسئلہ: نفلی اعتکاف ہر مسجد میں ہو سکتا ہے خواہ وہاں نماز باجماعت کا انتظام ہو یا نہ ہو
(مسائل اعتکاف ص۴۲ بحوالہ بحر الرائق)

نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھنا:

مسئلہ: نفلی اعتکاف میں بار بار اٹھ کر چلے آنا اور پھر آ جانا سب جائز ہے۔

(مسائل اعتکاف ص۴۲ بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: جن لوگوں کو رمضان شریف میں مسنون اعتکاف کرنے کا موقع نہیں ملتا ہو ان کو چاہئے کہ وہ اعتکاف کی فضیلت سے محروم نہ رہیں، بلکہ نفلی اعتکاف کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جتنے دن اعتکاف کر سکتے ہوں نفلی اعتکاف کریں، یہ بھی ممکن

نہ ہو تو چند گھنٹے کا اعتکاف کرلیں اور کم از کم مسجد میں جاتے ہوئے یہ نیت تو کر ہی لیا کریں کہ جتنی دیر مسجد میں رہیں گے اعتکاف کی حالت میں رہیں گے۔

واجب اعتکاف کا بیان

اعتکاف واجب کی تعریف

سوال: اعتکاف واجب کون سا ہے؟

جواب: نذر کا اعتکاف واجب ہے مثلاً کسی نے منت مان لی کہ میں خدا کے واسطے تین روز کا اعتکاف کروں گا[1] یا اس طرح کہا کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو خدا کے واسطے دو روز کا اعتکاف کروں گا۔[2] (تعلیم الاسلام از مفتی کفایت اللہ دھلویؒ)

نذر کا طریقہ:

صرف کسی عبادت کے انجام کا دل دل میں ارادہ کر لینے سے نذر نہیں ہوتی، بلکہ نذر کے الفاظ کا زبان سے ادا کرنا ضروری ہے، چنانچہ اگر کسی شخص نے دل ہی دل میں ارادہ کر رکھا ہے کہ فلاں اعتکاف کروں گا تو صرف ارادے سے اعتکاف کرنا واجب نہیں ہوگا، نیز زبان سے اگر صرف ارادے کا اظہار کیا، مثلا یہ کہا کہ ''میرا ارادہ ہے کہ فلاں دن اعتکاف کروں گا'' تو اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۸۵، ج ۲) بلکہ نذر کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا جملہ استعمال کرے، جس کا مفہوم یہ نکلتا ہو کہ میں نے اعتکاف کو اپنے ذمہ لازم کرلیا ہے، یا جو عرفاً نذر کے معنی میں استعمال ہوتا ہو، مثلا یہ کہے کہ ''میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہوں

(۱) اسے نذر غیر معلق کہتے ہیں یعنی وہ نذر جو کسی شرط پر معلق نہ ہو۔

(۲) اسے نذر معلق کہتے ہیں یعنی وہ نذر جو کسی شرط پر معلق ہو۔ (عمدۃ الفقہ)

''یا''میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرلیا'' یا''میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں فلاں دن کا اعتکاف کروں گا'' یا''اللہ تعالیٰ نے اگر فلاں بیمار کوتندرست کردیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا'' ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی اوراعتکاف واجب ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کہا: ان شاء اللہ میں فلاں دن اعتکاف کروں گا تو اِس سے نذر منعقد نہیں ہوئی اور اعتکاف اس کے ذمے واجب نہیں، اب اعتکاف کرے تو اچھا ہےاور نہ کرے تو بھی جائز ہے۔

اور اگر ان شاء اللہ کہے بغیر یہ کہا: میں فلاں دن اعتکاف کروں گا اور منت یا عہد وغیرہ کوئی لفظ استعمال نہیں کیا، تو ظاہر یہ ہے کہ اس سے بھی نذر منعقد نہیں ہوئی، لیکن احتیاطا اس کے مطابق عمل کر لے تو بہتر ہوگا۔

اعتکاف منذور کی قسمیں اور ان کا حکم:

نذر کی دو قسمیں ہیں: نذر معین اور نذر غیر معین

نذر معین کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مہینے یا دنوں میں اعتکاف کی نیت کرے، مثلاً یہ نذر مانے کہ شعبان کے آخری عشرے میں اعتکاف کروں گا، اس صورت میں انہی دنوں میں اعتکاف کرنا واجب ہوگا، جن دنوں کی نذر مانی ہے، البتہ اگر کسی وجہ سے ان دنوں میں روزہ نہ رکھ سکے تو دوسری تاریخوں میں قضاء کرے،

(احکام اعتکاف صفحہ ۵۲۔۵۳ بحوالہ شامی ص ۱۱ ج ۲)

دوسری قسم نذر غیر معین کی ہے جس میں کوئی مہینہ یا تاریخ معین نہ کی ہو، مثلا یہ نذر مانی کہ تین دن کا اعتکاف کروں گا تو ان تمام دنوں میں اعتکاف کرنا جائز ہے جن میں روزہ رکھنا جائز ہوتا ہے، اور ان دنوں میں اعتکاف کرنے سے نذر پوری ہو جائے گی۔ (احکام اعتکاف ص ۵۳)

اعتکاف واجب کی مدت

اعتکاف واجب کی کم از کم مدت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک دن ہے (کیونکہ اعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے اور ایک دن سے کم کا روزہ مشروع نہیں)۔

ایک دن سے کم اعتکاف کی منت کا حکم

مسئلہ: چنانچہ جب اعتکاف واجب کی کم سے کم مدت ایک دن ہے تو ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹے یا رات کے اعتکاف کی منت ماننا صحیح نہیں اور اعتکاف واجب بھی نہ ہوگا۔

بغیر مدت ذکر کیے اعتکاف کی منت کا حکم

مسئلہ: اگر کسی شخص نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے واسطے اعتکاف کرنا واجب ہے اور اس کی مدت متعین نہیں کی تو اس پر ایک دن کا اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔

(عمدۃ الفقہ بحوالہ بدائع الصنائع)

نفلی روزہ رکھ کر دن کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد بقیہ دن اعتکاف کی نذر

مسئلہ: (جب اعتکاف واجب کی کم از کم مدت ایک دن ہے اور اس سے کم اعتکاف درست نہیں تو) اگر کسی شخص نے صبح کو نفلی روزہ کی نیت کی یا روزہ کی نیت نہیں کی پھر اس نے دن میں کسی وقت کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے واجب ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف کروں تو امام صاحبؒ کے نزدیک یہ نذر صحیح نہیں ہوگی خواہ اس نے ایسے وقت میں نذر کی ہو جبکہ روزہ کی نیت کرنا درست ہو اس لیے کہ وہ پورے دن کا اعتکاف نہیں ہوگا۔ (عمدۃ الفقہ ج۳ ص۳۹۱)

اعتکاف واجب کی زیادہ سے زیادہ مدت

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لیے زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں جس قدر نیت

کرے درست ہے۔ پس اگر تمام عمر کے اعتکاف کی نذر کرے تو بھی جائز ہے۔
(عمدۃ الفقہ ج ۳ ص ۳۹۱، علم الفقہ حصہ سوم)

اعتکاف واجب کی ادائیگی کا طریقہ:

مسئلہ: جو شخص ایک دن کا واجب اعتکاف ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے تاکہ جس وقت صبح صادق طلوع ہو تو یہ اس وقت مسجد میں ہو اور پھر غروب تک مسجد میں رہے تاکہ اس کا پورے ایک دن کا اعتکاف ہو جائے، کیونکہ ایک دن سے کم اعتکاف واجب درست نہیں۔
(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۷۶، مطبع بیروت)

اعتکاف منذور کی ادا اور قضا کا طریقہ:

مسئلہ: اگر کسی نے معین رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو اس کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ادا کیا جا سکتا ہے، اگر رمضان میں اعتکاف نہ کر سکا تو اسی رمضان کی قضا روزوں کے ساتھ بھی ادا ہو سکتا ہے ورنہ مستقل نفل روزہ کے ساتھ اعتکاف کرے، دوسرے رمضان میں یا واجب آخر میں یہ اعتکاف ادا نہ ہوگا۔

اور اگر غیر معین اعتکاف کی نذر کی ہو تو اس کے لیے مستقل روزے رکھے قضا روزہ کافی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۱۶)

اعتکاف منذور کی مختلف صورتیں:

مسئلہ: اگر ایک شخص نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی (یعنی منت مانی) تو اس شخص پر صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا اور رات شامل نہ ہوگی۔
(ھندیہ جلد ۱ ص ۲۱۴، شامی جلد ۲ ص ۴۵۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے دن اور رات دونوں کے اعتکاف کی نذر مانی تو دن اور

رات دونوں کا اعتکاف لازم ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۳)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے صرف رات کی نذر کی تو یہ نذر درست نہ ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۲، ھندیہ ج ۱ ص ۲۱۳)

مسئلہ: اگر رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور ساتھ ساتھ دن کی بھی نیت کی تو بھی نذر صحیح نہ ہوگی اور کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔

البتہ اگر اس صورت میں رات سے دن مراد لیا تو نذر درست ہوگی اور صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا۔ (شامی: ج ۲ ص ۴۴۲)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی اور رات کی بھی نیت کی تو رات دن کے تابع ہو کر اعتکاف میں شامل ہوگی اور دن اور رات دونوں کا اعتکاف لازمی ہوگا۔ (شامی ج ۲ ص ۴۴۲)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے تین دنوں یا اس سے زیادہ دنوں کی یا دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو جتنے دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی ہے اتنے دنوں کا اعتکاف مع ان کی راتوں کے لازم ہوگا۔ بشرطیکہ خاص دن کی نیت نہ ہو پس اگر خاص دن کی نیت کی تو راتیں اعتکاف میں داخل نہ ہوں گی۔ (ھندیہ ج ۱ ص ۲۱۳، شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے تین راتوں یا اس سے زیادہ راتوں کی یا دو راتوں کے اعتکاف کی نیت کی تو جتنی راتوں کی نیت کی ہے اتنی راتوں کا اعتکاف مع دنوں کے لازم ہوگا بشرطیکہ خاص رات کی نیت نہ ہو پس اگر راتوں سے خاص رات مراد ہو تو نیت لغو ہوگی اور نذر درست نہ ہوگی۔ (ھندیہ ج ۱ ص ۲۱۳، شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

مسئلہ: اگر دو یا اس سے زیادہ دنوں کی نذر کی اور نیت صرف رات کی تھی تو نیت لغو ہوگی اور نذر درست نہ ہوگی اور نذر ماننے والے پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا (شامی ج ۲ ص ۴۵۱)

نذر سے متعلق چند مسائل

تین دن یا اس سے زائد کے اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور ایام کے ساتھ اس شخص کی کوئی خاص نیت نہ تھی تو اس صورت میں اس شخص پر تین دن اور تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا اس لئے کہ اصول ہے کہ جب دو یا دو سے زیادہ ایام کے اعتکاف کی نذر مانی جائے تو دنوں کے ساتھ راتیں بھی شامل ہوتی ہیں اور اس اعتکاف کی ابتداء رات (غروب آفتاب) سے ہوگی کیونکہ ضابطہ کی بات یہ ہے کہ جب اعتکاف میں رات اور دن داخل ہوں تو اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوتی ہے کیونکہ اعتکاف کے باب میں ہر رات آئندہ آنے والے دن کے تابع ہوتی ہے اور اگر اعتکاف میں رات شامل نہ ہو تو اعتکاف کی ابتداء صبح صادق سے ہوگی۔

لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے اور تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے اور یہ اعتکاف لگاتار کرنا ضروری ہے اور درمیان میں وقفہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ اصول ہے کہ جب اعتکاف میں دنوں کے ساتھ راتیں شامل ہوں تو وہ اعتکاف مسلسل واجب ہوتا ہے۔ درمیان میں وقفہ جائز نہیں ہوتا اور جس وجوب میں راتیں داخل نہ ہوں تو معتکف کو وقفہ کرنا بھی جائز ہے یعنی اختیار ہے کہ مسلسل اعتکاف کرے یا کچھ دن چھوڑ کر۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱۔۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور ایام کے ساتھ راتوں کی بھی نیت تھی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر تین دن اور تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا۔ لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ طلوع صبح صادق سے پہلے مسجد میں

بنیت اعتکاف داخل ہوکر تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے اور یہ اعتکاف بھی مسلسل کرنا لازم ہے۔ (عالمگیری ج ۱ص ۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج ۲ص ۴۵۱۔۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین ایام کے اعتکاف کی نذر منت مانی اور ایام سے صرف دن مراد لئے، رات کی نیت نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر بغیر راتوں کے صرف تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ شخص پر لازم ہوگا کہ تین دنوں تک ہر روز طلوع صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہوکر غروب آفتاب تک اعتکاف مکمل کرلے، البتہ اس بات کا اس کو اختیار ہے کہ تین دن مسلسل اعتکاف کرے یا درمیان میں وقفہ کر کے اعتکاف کرے۔

(عالمگیری ج ۱ص ۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج ۲ص ۴۵۱۔۴۵۲)

دو دن کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دو ایام کی نذر مانی اور کوئی خاص نیت نہیں کی، یا رات و دن دونوں کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور اس پر دو دن اور دو رات کا اعتکاف واجب ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ شخص غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہوکر دو دنوں تک مسلسل اعتکاف کرے۔

(عالمگیری ج ۱ص ۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج ۲ص ۴۵۱۔۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دو ایام کے اعتکاف کی نذر مانی اور یوم سے صرف دن (صبح صادق تا غروب آفتاب) کی نیت کی، رات کی نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہے اور اس پر صرف دو دن کا اعتکاف بغیر راتوں کے واجب ہوگا اور مذکورہ شخص کو یہ اختیار ہوگا کہ دو دنوں کا اعتکاف لگاتار کرے یا علیحدہ علیحدہ۔

(عالمگیری ج ۱ص ۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج ۲ص ۴۵۱۔۴۵۲)

ایک دن کے اعتکاف کی نذر کا حکم

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک یوم کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس کی کوئی خاص

نیت نہ تھی یا یوم سے صرف دن کی نیت تھی اور رات کی نیت نہ تھی تو ان دونوں صورتوں میں صرف ایک دن کا اعتکاف لازم ہوگا اور رات اعتکاف میں داخل نہ ہوگی نیز اس اعتکاف کی ابتداء صبح صادق سے ہوگی، جیسا کہ تفصیل سے اصول گذر چکا ہے چنانچہ اس شخص پر لازم ہوگا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے مسجد میں بنیت اعتکاف داخل ہوجائے اور غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک یوم کے اعتکاف کی نذر مانی اور یوم سے دن، رات دونوں مراد لئے تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس پر ایک دن کا اعتکاف رات سمیت واجب ہوگا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

تین رات یا اس سے زائد اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین راتوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں کے ساتھ کوئی خاص نیت نہ تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو دونوں صورتوں میں اس شخص پر دنوں سمیت تین راتوں کا اعتکاف واجب ہوگا، کیونکہ اصول ہے کہ دو یا اس سے زائد راتوں کے اعتکاف کی منت مانی جائے تو راتوں کے ساتھ ان کے دن بھی اعتکاف میں شامل ہوتے ہیں اور اس اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوگی اور تسلسل بھی لازم ہے جیسا تفصیل سے گذر چکا ہے لہٰذا اس شخص پر لازم ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہوکر مسلسل تین دن اعتکاف کرے، پھر تیسرے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴، شامی ج ۲ ص ۴۵۱-۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تین رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں سے مراد صرف رات لی اور دن کی نیت نہیں کی تو اس کی یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی

لازم نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات اعتکاف واجب کا محل نہیں، اس لئے کہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے اور رات روزے کا محل نہیں۔

(عالمگیری ج۱ص۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج۲ص۴۵۱۔۴۵۲)

دوراتوں کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دوراتوں کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں کے ساتھ کوئی خاص نیت نہ تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو دونوں صورتوں میں اس شخص پر دنوں سمیت دوراتوں کا اعتکاف لازم ہوگا اور تسلسل بھی ضروری ہوگا جیسا کہ تفصیل سے گذرا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دورات کے اعتکاف کی نذر مانی اور راتوں سے صرف رات کی نیت کی اور دن کی نیت نہ کی تو یہ نیت صحیح ہوگی اور اس شخص پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات روزے کا محل نہیں جبکہ اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔

(عالمگیری ج۱ص۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج۲ص۴۵۱۔۴۵۲)

ایک رات کے اعتکاف کی نذر کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور رات سے اس کی کوئی خاص نیت نہ تھی یا صرف رات ہی کی نیت تھی یا رات کے ساتھ دن کی بھی نیت تھی تو ان تینوں صورتوں میں اس شخص پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا، کیونکہ صرف رات اعتکاف واجب کا محل نہیں، اور آخری صورت میں اگر چہ رات کے ساتھ دن کی بھی نیت ہے جو کہ روزے کا محل ہونے کی وجہ سے محل اعتکاف ہے لیکن چونکہ اس صورت میں دن، رات کے تابع ہو کر اعتکاف میں شامل ہو رہا ہے اور رات متبوع ہے پس جب متبوع (رات) میں نذر باطل ہوگئی تو تابع (دن) میں بھی باطل ہوگئی۔

(عالمگیری ج۱ص۲۱۳۔۲۱۴، شامی ج۲ص۴۵۱۔۴۵۲)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر مانی اور بطور مجاز رات کہہ کر دن مراد لیا تو اس کی یہ نذر صحیح ہوگی اور اس شخص پر بغیر رات کے صرف ایک دن (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) کا اعتکاف لازم ہوگا۔

(عالمگیری ج۱ص۲۱۳۔۲۱۴،شامی ج۲ص۴۵۱۔۴۵۲)

اس مسئلہ اور اس سے پہلے مذکور مسئلے میں بیان ہوا ہے کہ "اگر رات کے ساتھ دن کے بعد اعتکاف کی نیت کی تو درست نہیں ہے" کوئی معارضہ نہیں ہے اس لئے کہ اس سے پہلے مسئلے میں اس نے دن کو رات کے تابع کر دیا ہے اور متبوع یعنی رات میں نذر باطل ہوگئی (کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہے اور روزہ اعتکاف واجب کے لئے شرط ہے) پس تابع یعنی دن میں بھی نذر باطل ہوگئی (کیونکہ تابع کے لئے وہی حکم ہے جو متبوع کے لئے ہے) اور دوسرے مسئلے میں رات کا لفظ کہہ کر دن کی نیت کی ہے یعنی رات کو مطلق کہا اور مجاز مرسل کے طور پر اس سے ارادہ دن کا کیا۔ (عمدۃ الفقہ ج۳ص۴۱۷)

اعتکاف واجب میں روزہ چھوڑ دینا:

سوال: مہینہ بھر کے اعتکاف کی منت مانی تھی تو ادائیگی شروع کی اور پورا مہینہ اعتکاف بیٹھا رہا لیکن درحالت اعتکاف منذور ایک دو روزے بلا قصد ٹوٹ گئے تو کیا اعتکاف ادا ہوگیا یا دوبارہ ادا کرنا پڑے گا؟ جبکہ بعد میں وہ روزے قضا رکھ لیے؟

جواب: اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے "کما فی الدر المختار وشرط الصوم للاول اتفاقا"۔ (شامی ج۲ص۱۷۷)

☆ پس صورت مسئولہ میں جس دن کا روزہ ٹوٹ گیا ہے اس دن کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوا بلکہ اس روز کا اعتکاف فاسد ہوگیا، فسادِ اعتکاف کی صورت میں اگر غیر معین مہینہ کی نذر اعتکاف مانی ہوئی تھی تو مہینہ بھر کا اعتکاف از سر نو کرنا ہوگا، صرف اتنے دن کے روزے قضا کر لینے کافی نہیں۔ البتہ اگر نذر کسی معین مہینے کی مانی تھی، مثلاً

رجب وغیرہ کی تو صرف اتنے دن کا اعتکاف مع روزہ کے قضا کرنا لازم ہوگا جتنے دن میں دراثناءِ اعتکاف روزہ نہیں رکھ سکا۔

قال فی الهندیة واذا فسد الاعتکاف الواجب وجب قضاء ہ فان کان اعتکاف شهر بعینه اذا افطر یوما یقضی ذٰلک الیوم وان کان اعتکاف شهر بغیر عینه یلزمه الاستقبال اھ

(ج ا ص ۱۲۹)(خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۹)

اعتکاف کی نذر کے بعد نذر ماننے والے کا انتقال ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اعتکاف کی نذر مانی اور اُسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا، لیکن وہ نذر ادا نہ کر سکا، یہاں تک کہ موت کا وقت آ گیا تو اس پر واجب ہے کہ ورثاء کو اعتکاف کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے، اور ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

(احکام اعتکاف ص ۵۵ بحوالہ قاضی خان علی الھندیہ ص ۲۲۵ ج ۱)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے بیماری کی حالت میں ایک مہینہ کے اعتکاف کی منت مانی پھر اس مرض میں اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔ (ہندیہ ج ا ص ۳۱۵)

مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

(مسائل بہشتی زیور ص ۳۹۵)

مسئلہ: اور اگر درمیان میں ایک دن صحت یاب ہو کر انتقال ہوا تو پھر پورے مہینے کے اعتکاف کا فدیہ ادا کیا جائے گا۔ (ہندیہ ج ا ص ۳۱۵)

مسئلہ: اگر ایک شخص نے مثلاً ایک ماہ اعتکاف کی نذر مانی پھر اس شخص کا انتقال

ہو گیا اور وہ نذر پوری نہ کر سکا تو ہر دن کے اعتکاف کے بدلہ صدقہ فطر کی مقدار فدیہ ادا کیا جائے۔

اگر اس شخص نے وصیت کی ہو تو یہ فدیہ دینا ورثاء پر واجب ہے۔

(عالمگیری ج ا ص ۲۱۴)

مسئلہ: اعتکاف مسنون کو توڑنے سے جو قضاء واجب ہوتی ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ قضاء کا وقت ملنے کے باوجود قضاء نہ کی تو فدیہ واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

(احکام اعتکاف ص ۵۵۔۵۶)

فدیہ اعتکاف کی وصیت

نذر ماننے والے کو چاہیے کہ ورثاء کو اپنے انتقال کی صورت میں فدیۂ اعتکاف کی وصیت کر دے اور یہ وصیت اس پر واجب ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۱۴)

وصیت کے بغیر ورثہ کا اپنی رضامندی سے فدیۂ اعتکاف ادا کرنا۔

مسئلہ: اگر وہ شخص وصیت نہ کر سکا اور تمام ورثہ راضی ہوں (بشرطیکہ ان ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو) تو بغیر وصیت کے بھی اس کے اعتکاف کا فدیہ اس کے مال سے نکالنا جائز ہے۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۱۴)

فدیۂ اعتکاف کی مقدار

ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ ایک صدقہ فطر کی مقدار پونے دو سیر گندم یا ساڑھے تین سیر جو، یا کھجور۔ (عالمگیری ج ا ص ۲۱۴)

اعتکاف منذور کی پابندیاں

اعتکاف منذور میں وہ تمام پابندیاں ہیں جن کا مفصل بیان اعتکاف مسنون میں کیا گیا ہے۔ جن کاموں کیلئے نکلنا جائز ہے ان کے لئے یہاں بھی نکلنا جائز ہے، اور

جن کاموں کے لئے نکلنا وہاں جائز نہیں یہاں بھی جائز نہیں۔ البتہ یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا عیادت مریض کے لئے اعتکاف سے باہر آجایا کروں گا تو ان کاموں کے لئے باہر آنا جائز ہوگا۔ اوران کاموں کے لئے باہر آنے سے اعتکاف منذور کی ادائیگی میں فرق نہ ہوگا۔

(احکام اعتکاف ص ۵۶ بحوالہ عالمگیریہ ص ۲۱۲ ج ۱)

عورتوں کے اعتکاف کے مسائل

عورتوں کے لیے اعتکاف کا حکم

عورتوں کے لیے بھی اعتکاف مسنون ہے، فقہاء نے اسے مطلقاً مسنون قرار دیا ہے اور مرد وعورت کا کوئی فرق ذکر نہیں کیا ہے البتہ اعتکاف کے سلسلے میں مسجد کا جو حق ہے وہ خواتین کے اعتکاف سے ادا نہیں ہو سکے گا کیونکہ وہ گھر میں اعتکاف کریں گی عورتوں کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

فضائل رمضان میں ہے کہ: عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہئے اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کونے کو اس کے لیے مخصوص کرلے عورتوں کے لیے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

(فضائل رمضان ص ۶۸۷)

عورت کے اعتکاف کرنے کا طریقہ

مسئلہ: عورت جب عشرۂ اخیرہ رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت

سے اس جگہ پر آجائے جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھا کرتی ہے۔اور جب عید کا چاند ثابت ہوجائے، اس جگہ سے باہر آجائے، باقی اعتکاف کی حالت میں دن رات اسی اعتکاف کی مقررہ جگہ میں رہے وہیں کھائے، پیئے، وہیں سوئے، صرف وضو کرنے اور پیشاب، پاخانہ کے لیے (یا احتلام ہوجائے تو غسل کرنے کے لیے) باہر آسکتی ہے۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ ہندیہ)

ازواج مطہراتؓ کا اعتکاف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپ ﷺ کا یہ معمول رہا آپ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔

تشریح:

ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور خواتین کے لیے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے نماز کے لیے مقرر کر رکھی ہو اگر گھر میں کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہئے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۱۹)

عورت کے اعتکاف کی جگہ

مسئلہ: عورت اگر گھر میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسی جگہ اعتکاف کرے جہاں پنجگانہ نماز ادا کرتی ہو۔پس اگر اس نے نماز کی جگہ چھوڑ کر گھر میں کسی دوسری جگہ اعتکاف کیا تو اعتکاف درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: گھر میں اگر کوئی جگہ پہلے ہی سے نماز کے لیے مقرر کی ہوئی ہو مثلاً وہاں نماز کے لیے چوکی، پٹڑا (تخت) یا چٹائی وغیرہ ڈالی ہوئی ہو یا یہ چیزیں ہر وقت تو بچھی

نہیں رہتیں مگر اکثر وبیشتر ایسی جگہ مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت ہے تو یہ نماز پڑھنے کی جگہ عورت کے لیے بحق اعتکاف بمنزلہ مسجد کے ہے لہٰذا بلا عذر شرعی وطبعی اس اعتکاف والی جگہ سے باہر آجانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر گھر میں پہلے سے کوئی جگہ نماز کے لیے مقرر نہ کی ہوئی ہو بلکہ کبھی کسی جگہ نماز پڑھ لی کبھی کسی جگہ تو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ آئندہ نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر لینا ضروری ہے، نماز کے لیے جگہ مقرر کر لینے کے بعد وہاں اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائے اب یہ جگہ اس کے لیے ایسی ہوگئی جیسے مرد کے لیے مسجد ہوتی ہے۔

مرد کا مسجد سے باہر (بلا عذر شرعی وطبعی) چلے جانے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا اس مخصوص اعتکاف والی جگہ سے بلا عذر (شرعی وطبعی) باہر آجانے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۷۶، مسائل اعتکاف، شامی)

عورت کے لیے اعتکاف گاہ کی تعیین

مسئلہ: اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ نماز پڑھنے کے لیے مقرر نہیں ہے اور نہ اعتکاف میں داخل ہونے سے پہلے متعین کی، بلکہ جہاں دل چاہا اعتکاف کے لیے بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف، بحوالہ شامی جلد ۲، ص ۴۴۱)

عورت کا نماز کی جگہ کو چھوڑ کر اعتکاف کرنا

مسئلہ: عورت نے نماز پڑھنے کے لیے جگہ تو مخصوص کر رکھی ہے لیکن اعتکاف اس جگہ نہیں کیا، کسی سہولت وغیرہ کی غرض سے کسی دوسری جگہ بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف بھی درست نہ ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہوا کہ مرد اپنی سہولت کی خاطر مسجد چھوڑ کر مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرے تو جس طرح مرد کا اعتکاف نہ ہوا اسی طرح عورت کا بھی اعتکاف درست نہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ شرح نقایہ)

عورت کا نماز کی جگہ کو تبدیل کرنا:

ہاں عورت کو اپنی نماز کی جگہ تبدیل کر لینے کا اختیار ہے ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ مقرر کر سکتی ہے۔ جیسے سردیوں میں ایک جگہ ہوتی ہے، گرمیوں میں دوسری جگہ ہوتی ہے لہٰذا اگر اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے جہاں اعتکاف کرنا چاہتی ہے یہ نیت کر لے کہ آئندہ نماز اسی جگہ پڑھا کروں گی تو اس کی نیت کر لینے کے بعد وہاں اعتکاف میں بیٹھنا درست ہو جائے گا۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری)

معتکفہ کا اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانا:

مسئلہ: جب عورت اپنی اعتکاف گاہ میں اعتکاف کی نیت سے داخل ہو جائے تو اب اس جگہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہونا جائز نہیں، اگر ایسا کیا تو اعتکاف قائم نہ رہے گا، خواہ دوسری جگہ جہاں منتقل ہوئی ہے اسی مکان کے اندر ہو جس میں اعتکاف گاہ ہے خواہ اس کمرہ کے علاوہ کسی دوسرے کمرے میں ہو۔

سوال: عورت گھر میں جگہ کا تعین کیسے کرے؟ اگر اندر کرے تو رات کے وقت حبس اور گرمی ہوتی ہے اور باہر کرے تو دن کو دھوپ ہوتی ہے؟

جواب: اعتکاف کے لیے جگہ متعین کرنے کے بعد تغیر و تبدل جائز نہیں ہے اندر ہو یا باہر ہو بہتر یہ ہے کہ برآمدہ وغیرہ کا تعین کیا جائے یا پنکھے وغیرہ کا انتظام کر لیا جائے اگر زیادہ تکلیف ہو تو ترک کی بھی گنجائش ہے سرے سے اعتکاف ہی نہ بیٹھے۔

(خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ١٤٣)

مسجد البیت سے کیا مراد ہے؟:

مسئلہ: اعتکاف کے باب میں جس جگہ بھی لفظ بیت آیا ہے فقہاء شارحین اس کی تشریح مسجد البیت سے کرتے ہیں (جس کے معنی گھر کی مسجد کے ہیں) اس لفظ مسجد

البیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کے لیے نماز گھر یا بڑا کمرہ پورا مقرر کر لینا درست نہیں بلکہ گھر میں جہاں عورت نے نماز پڑھنے کے لیے جگہ مقرر کی ہوئی ہے وہی اعتکاف کی جگہ ہے البتہ کوئی چھوٹا سا کمرہ نماز کے لیے مخصوص کر رکھا ہو، وہ اعتکاف گاہ ہو سکتا ہے۔

جب نماز پڑھنے کی جگہ میں عورت اعتکاف کے لیے بیٹھنے لگے تو مصلی کی جگہ کے برابر میں اتنی جگہ اور گھیر لے کہ آرام کے ساتھ اٹھے بیٹھے اور لیٹ سکے خواہ چٹائی یا کوئی فرش دری بچھالے یا نشانی مقرر کر لے۔ حد قائم کر لینے کے بعد پھر وہاں سے باہر نہ جائے، اگر اس مسجد البیت کی حد سے بلا عذر معتبر باہر چلی گئی تو واجب اور مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور نفلی اعتکاف ختم ہو جائے گا۔

(مسائل اعتکاف ص ۴۶ بحوالہ بحر الرائق)

مسئلہ: عورت نے گھر کی جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لئے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے وہاں شرعی ضرورت کے بغیر ہٹنا جائز نہیں، وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں نہیں جا سکتی، اگر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ ہٹنے کے وہی احکام ہیں جو مردوں کے ہیں، جن ضروریات کی وجہ سے مردوں کے لئے مسجد سے ہٹنا جائز ہے اور جن کاموں کے لئے مردوں کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں، ان کے لئے عورتوں کو بھی اپنی جگہ سے ہٹنا جائز نہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ان تمام مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں جو اعتکاف مسنون کے عنوان کے تحت پیچھے بیان کیے گئے ہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۶۰)

عورت کا عذر شرعی کی بنا پر اعتکاف والی جگہ کو چھوڑنا:

مسئلہ: عورت نے اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسرے گھر میں اعتکاف کیا ہوا تھا

اسی اثنا میں خاوند نے اس کو طلاق دیدی تو وہ اپنی عدت پوری کرنے کے لیے اپنے گھر آسکتی ہے اس کا یہ اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ بقیہ اعتکاف اپنے گھر آ کر پورا کرے۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ عالمگیری جلد ۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ: عورتیں اعتکاف کے دوران اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے سینے پرونے کا کام کرسکتی ہیں مگر خود اٹھ کر نہ جائیں نیز بہتر یہ ہے کہ اعتکاف کے دوران ساری توجہ تلاوت ذکر تسبیحات اور عبادت کی طرف رہے، دوسرے کاموں میں زیادہ وقت صرف نہ کریں۔
(احکام اعتکاف ص ۶۰)

عورت کا حالت اعتکاف میں کھانا پکانا:

مسئلہ: عورت کھانا پکانے کے لیے مسجد بیت سے نہیں نکل سکتی، اگر نکلی تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا، البتہ اگر کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجد بیت میں کھانا پکا سکتی ہے۔ مسجد بیت پر تمام احکام مسجد شرعی کے جاری نہیں ہوئے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵)

عورت کا اعتکاف کی جگہ میں چارپائی بچھانا:

مسئلہ: عورت اپنی اعتکاف کی جگہ میں چارپائی بچھا سکتی ہے
(ملخص از فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۵۰)

عورت گھر پر کون سا اعتکاف کرسکتی ہے؟

وہ نفلی اعتکاف بھی کرسکتی ہے اور سنت بھی۔ (فتاوی محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۲۲)

عورتوں کا محلّہ کی مسجد یا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا:

مسئلہ: عورتوں کا محلّہ کی کسی مسجد یا جامع مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔
(الدر المختار ص ۴۴۱ ج ۲)

مسجد میں عورتوں کے لئے مخصوص کی گئی جگہ میں عورت کا اعتکاف:

سوال: مسجد میں عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ ایک مقرر ہے، اس حصہ میں ایک عورت

معتکف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس کے اعتکاف سے بستی کا بوجھ اتر جائے گا؟
جواب: عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرنے بلکہ گھر میں کرے، لیکن اسکے اعتکاف سے مردوں کے ذمے سے سنت ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۷۸)

عورت کے اعتکاف سے سنت علی الکفایہ کی ادائیگی کا حکم:

سوال: کوئی صاحب مسجد میں معتکف نہ ہوئے ایک عورت گھر پر معتکف ہوگئی کیا حکم ہے؟
جواب: عورت کا اعتکاف صحیح ہوجائے گا لیکن مردوں کے ذمہ سے سنت ادا نہ ہوگی
(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ص ۲۷۸)

اگر کوئی عورت مسجد میں معتکفہ ہو اور طلاق واقع ہوجائے تو کیا کرے؟

مسئلہ: اگر کسی عورت نے مسجد میں اعتکاف کر ہی لیا اور دوران اعتکاف خاوند نے طلاق دے دی تو یہ گھر آ کر اعتکاف مکمل کرلے تو جائز ہے۔
(ھندیہ ج ۱ص ۲۱۲ الباب السابع فی الاعتکاف)

اعتکاف میں عورتوں کے لیے اجازت کے مسائل

عورت کا خاوند سے اجازت لے کر اعتکاف کرنا:

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کرنے سے چونکہ خاوند کا حق استمتاع متاثر ہوتا ہے اس لیے اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے عورت کو خاوند سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اگر بلا اجازت بیٹھی تو اعتکاف درست نہ ہوگا۔

خاوند کا اجازت دینے کے بعد بیوی کو اعتکاف سے منع کرنا:

مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کردیا، بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کرسکتا، اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹ بحوالہ عالمگیریہ ص ۲۱۱ ج ۱)

دورانِ اعتکاف خاوند کا بیوی سے صحبت کرنا:

مسئلہ: جب شوہر اجازت دے چکا ہو تو اب اس کے لیے درست نہیں کہ اعتکاف شروع ہونے کے بعد بیوی سے صحبت کرے۔

اگر خاوند نہ ہو تو سرپرست کی اجازت کا حکم:

مسئلہ: جو عورت بے شوہر ہے اپنے نگران اور سرپرست کے مشورہ اور اجازت سے اعتکاف کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ اور جو عورت ایسی نہیں ہے اور فارغ البال ہے تو اس کے لیے بلا کسی سے مشورہ و اجازت کے اعتکاف کرنے میں کچھ حرج نہیں

(مسائل اعتکاف)

شوہر یا سرپرست کے حکم سے عورت کا اعتکاف توڑنا:

مسئلہ: اگر شوہر یا سرپرست کی اجازت سے اعتکاف شروع کیا گیا تو بعد میں ان کے حکم سے بلا عذر اعتکاف توڑنا درست نہیں اور بلا عذر اعتکاف توڑنے پر گناہ ہوگا۔ (مسائل اعتکاف)

جس عورت کا خاوند بیمار ہو اس کے اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: جس عورت کا شوہر بیمار یا معذور ہو اور خدمت کا محتاج ہو تو ایسی عورت کو چاہیے کہ اعتکاف میں نہ بیٹھے بلکہ شوہر کی خدمت کرے اس میں زیادہ اجر ملے گا اور صرف نیت اعتکاف کی بنا پر اس کو اجر ملے گا۔

اسی طرح جن عورتوں کے چھوٹے بچے، بچیاں ہیں خدمت کے لیے کوئی دوسرا نہیں یا جوان لڑکیاں ہیں، گھر میں انکی دیکھ بھال کے لیے کوئی بڑا موجود نہیں ہے تو ایسی عورتوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ بچوں کی پرورش اور ان کی دیکھ بھال اور تربیت کرتے ہوئے رمضان گزاریں کیونکہ اعتکاف میں بیٹھنے سے زیر کفالت بچے

بچیوں کی پرورش اور تربیت میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔ (مسائل رمضان واعتکاف)

خاوند کا اپنی معتکفہ بیوی سے ہمبستری کرنا:

مسئلہ: اگر بیوی اعتکاف میں ہو تو خاوند کے لیے حالت اعتکاف میں بیوی سے ہمبستری جائز نہیں لیکن خاوند نے باوجود ممانعت کے حالت اعتکاف میں ہمبستری کر لی تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گنہگار ہو گا۔

(مسائل اعتکاف بحوالہ الدر المختار جلد۲ ص ۴۵۰)

عورت کی ماہواری کے ایام میں اعتکاف کا حکم:

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لیے پاکی کا زمانہ شرط ہے اور ایام ماہواری میں روزہ و اعتکاف درست نہیں۔

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض (ایام ماہواری) اور نفاس سے پاک ہو۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹)

مسئلہ: عوزت ایام ماہواری کی ابتداء اور انتہاء مدت کو حساب کر کے اعتکاف شروع کرے تاکہ اعتکاف شروع کرنے کے بعد فاسد ہونے کا احتمال نہ رہے۔ کیونکہ اعتکاف کے درمیان اگر ماہواری شروع ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو اعتکاف مسنون شروع کرنے سے پہلے کہ ان دنوں میں اس کی ماہواری کی تاریخیں آنے والی تو نہیں، اگر تاریخیں رمضان کے آخری عشرے میں آنے والی ہوں تو مسنون اعتکاف نہ کرے، ہاں تاریخیں شروع ہونے سے پہلے تک نفلی اعتکاف کر سکتی ہے۔ (احکام اعتکاف ص ۵۹)

اگر دوران اعتکاف عورت کو حیض (یعنی ماہواری) آجائے؟

مسئلہ: جس طرح عورت کو حیض (یعنی ماہواری) کی حالت اور نفاس کی حالت

میں اعتکاف میں بیٹھنا درست نہیں ، اسی طرح اگر اعتکاف کے دوران ماہواری آجائے تو اعتکاف سے اٹھ کر اعتکاف کی مخصوص جگہ سے باہر آجائے۔ رہا اعتکاف کی قضاء کا حکم تو وہ تفصیل سے آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ (بدائع الصنائع)

اعتکاف واجب کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: جس اعتکاف کے دوران حیض (ماہواری) آیا ہے وہ واجب تھا تو غسل طہارت کرتے ہی فوراً اعتکاف میں بیٹھ جانا چاہیے اور جتنے دن کا اعتکاف حیض آنے کی وجہ سے چھوٹ گیا ہے ان ایام سمیت اور جو دن باقی رہ گئے تھے پورے کرے، دوبارہ نئے سرے سے اعتکاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر غسل طہارت کے فوراً بعد اعتکاف میں نہ بیٹھے گی تو تاخیر کر دینے کی جگہ سے نئے سرے سے دوبارہ اعتکاف کرنا ہوگا۔ یہ بات بھی خیال میں رکھیں کہ یہ مسئلہ نذر معین کا ہے، نذر غیر معین کا مسئلہ وہ ہے جو اس مسئلہ کے بعد ہے۔

مسئلہ: اگر صورت مذکورہ بالا نذر غیر معین میں پیش آجائے تو ہر حال میں نئے سرے سے اعتکاف کرنا ضروری ہے اور یہ دونوں مسئلے اعتکاف واجب کے لیے ہیں۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع الصنائع جلد۲ ص ۲۸۸)

اعتکاف مسنون کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: اگر اعتکاف مسنون (عشرہ اخیرہ رمضان المبارک) کے درمیان میں حیض آجائے، تو یہ اعتکاف ختم ہوجائے گا، جتنا اعتکاف کرلیا وہ ہوگیا ہے بقیہ اعتکاف کرنا واجب نہیں اور پاک ہونے کے بعد خاص اسی دن کی قضا ضروری ہے جس دن یہ حیض شروع ہوا تھا۔

اگر حیض (ماہواری) کے ایام گزر جانے کے بعد ابھی ماہ رمضان شریف ختم نہیں ہوا تو رمضان المبارک ہی میں ایک دن کا اعتکاف کر کے قضا کرلے ورنہ

رمضان شریف کے بعد جب ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرے ان میں ایک دن کے ساتھ اس اعتکاف کی قضا بھی کرلے ورنہ ایک نفلی روزہ رکھ کر قضا کرنا ہوگا۔
(مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع)

نفلی اعتکاف کے دوران ماہواری آنے کا حکم:

مسئلہ: اگر نفلی اعتکاف کے درمیان حیض آجائے تو وہ ختم ہوجاتا ہے جس دن ایسا ہوا اس دن کی بھی قضا واجب نہیں۔ (مسائل اعتکاف بحوالہ بدائع)

اگر عورت کا اعتکاف فاسد ہو تو قضا کا حکم:

مسئلہ: احوط تو یہی ہے کہ رمضان کے بعد پورے دس دن کے اعتکاف کی قضا کی جائے اور روزے بھی رکھے جائیں مگر یہ واجب نہیں بلکہ صرف ایک دن کے اعتکاف کی قضا واجب ہے۔

اعتکاف مسنون میں استثناء کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان کرام ذیل کے مسئلہ میں:

ایک حافظ صاحب ایک مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن انہیں قرآن مجید سننے کے لیے قریب کی دوسری مسجد میں جانا پڑتا ہے آیا شریعت کی رو سے انہیں جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

فتاوی دارالعلوم دیوبند کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یعنی معتکف حافظ صاحب کو ایسا کرنے کی اجازت ہے نیز فتاوی عالمگیری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''علم کی مجلسوں میں معتکف شخص شرکت کرسکتا ہے بہر حال ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ معتکف حافظ، قرآن مجید سننے کے لیے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے لیکن ہمارے علاقے کے ایک عالم صاحب فرماتے ہیں کہ معتکف حافظ صاحب کو دوسری جگہ مسجد میں قرآن سننے کے لیے جانے کی اجازت نہیں آیا یہ مسئلہ کہاں تک

درست ہے برائے مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت دلائل کی روشنی میں کریں اور ساتھ ساتھ فقہی کتابوں کا حوالہ بھی ہو۔

الجواب:

سائل نے سوال میں عالمگیری کے حوالہ سے جس جزئیہ کا ذکر کیا ہے اور اس سے اپنے مسئلہ کے لیے استدلال کیا ہے یہ درست نہیں کیونکہ عالمگیری کے حوالہ کا تعلق اس اعتکاف منذور سے ہے پہلے جس میں کسی نے نذر مانتے وقت کسی مجلس علم میں حاضر ہونے یا جنازہ پڑھنے کے لیے مسجد سے نکلنے کا استثناء کیا ہو لیکن جہاں تک رمضان کے عشرہ اخیرہ میں اعتکاف مسنون کا تعلق ہے تو اس میں ان کاموں کو مستثنیٰ کرنے کی صورت میں ان کاموں کے لیے مسجد سے باہر نکلنے کے جواز کی کتب فقہیہ میں کوئی تصریح نہیں ملتی اس لیے اگر کوئی اعتکاف مسنون میں اس قسم کا استثناء کرے تو وہ اعتکاف مسنون نہیں رہے گا نفل ہو جائے گا لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف مسنون میں دوسری جگہ قرآن پاک سننے کے لیے جانے کا التزام کیا ہے تو جانے کے دن سے اس کا اعتکاف مسنون ٹوٹ گیا جس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اسی دن کے اعتکاف مسنون کی قضا نفلی روزے کے ساتھ کر لے۔ مذکورہ بالا تحقیق کے لیے حوالہ جات ذیل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ تفسیر احکام القرآن جلد ۱ ص ۲۷۳ پر لکھتے ہیں: وفی الدر المختار عن التاتارخانية عن الحجة لو شرط وقت النذر ان لخرج لعبادة المريض وصلوة الجنازة وحضور مجلس علم جاز ذلک والحاصل ان ما بغلب وقوعه يصير مستثنى حكما وان لم يشترطه ومالا فلا الا اذا شرطه انتهى (شامی)

قلت وهذا محمول على ما رواه عاصم بن حمزة بن على قال اذا

اعتکف الرجل فلیتشهد الجمعة ولیعد المریض ولیحضر الجنازة ولیاتی اهله ولیامرهم بالحاجة وهو قائم رواه احمد. لیفعل ذلک کله اذا اشترطه لیصیر مستثنی کالجمعة والا فلا. وهل یشترط مثل ذلک فی الاعتکاف المسنون تتادی به سنة الاعتکاف لم اره صریحا والظاهر لا. ویصیر اعتکافه نفلا لانه صلی الله علیه وسلم کان لا یخرج الا لحاجة الانسان ولا یشترط الخروج لغیرهما

(۲) احسن الفتاوی جلد۴ص ۲۹۹ پر لکھتے ہیں اعتکاف کی نذر میں نماز جنازہ عیادہ مریض اور مجلس علم میں حاضری کے لیے خروج کا استثناء بھی زبان سے کیا ہو صرف دل کی نیت کافی نہیں مگر اعتکاف مسنون میں یہ نیت کی تو وہ نفل ہو جائے گا۔

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم رسالہ احکام اعتکاف صفحہ ۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مسئلہ اعتکاف منذور کے بارے میں درست ہے کہ نذر کے وقت ان اشیاء کا استثناء معتبر ہوتا ہے جہاں تک احقر نے تلاش کیا استثناء کا جزئیہ صرف فتاوی عالمگیری میں ملتا ہے کسی اور کتاب متداول میں موجود نہیں۔ فتاوی عالمگیری کی عبارت میں وقت النذر کا لفظ بتا رہا ہے کہ مراد اعتکاف منذور ہے نیز آگے دو تین مسائل بیان کرنے کے بعد لکھا ہے وھذا کله فی الاعتکاف الواجب اما فی السنن فلا باس بان یخرج بعذر وغیره اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلہ اعتکاف واجب سے متعلق ہے اور اعتکاف مسنون کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا کوئی استثناء ثابت نہیں اس لیے اعتکاف مسنون میں استثناء کی صحت کے لیے دلیل مستقل چاہیے جو کہ مفقود ہے لہٰذا اعتکاف کو علی وجہ المسنون ادا کرنے کے لیے استثناء کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی ظاہر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اعتکاف مسنون شروع کرتے وقت یہ نیت کرے تو پھر اس کا اعتکاف مسنون نہیں رہے گا بلکہ نفل بن جائے گا اور جتنی دیر مسجد سے باہر رہے گا اتنی دیر اعتکاف شمار نہیں ہوگا۔

معتکف کے لئے بعض خاص اعمال

شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی کتاب ''احکام اعتکاف'' کے آخر میں ''بعض خاص اعمال'' کے عنوان سے معتکفین کے لئے کچھ خاص اعمال تحریر فرمائے ہیں، جنہیں من وعن ایسے ہی نقل کیا جارہا ہے۔

اعتکاف کے دوران چوں کہ انسان کو دوسرے تمام کاموں سے منہ موڑ کر مسجد میں جا پڑتا ہے، اس لیے اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، اور اس کو فضول باتوں یا آرام طلبی کی نذر کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ تلاوت، عبادت، ذکر اللہ، تسبیحات واوراد میں صرف کرنا چاہیے۔

اعتکاف کے لیے کوئی خاص نفلی عبادتیں متعین نہیں ہیں، بلکہ جس وقت جس عبادت کی توفیق ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ البتہ بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کی عام حالات میں توفیق نہیں ہوتی، اعتکاف ان عبادتوں کی انجام دہی کا بہترین موقع ہے۔ اس لیے چند اعمال کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے، تاکہ معتکف حضرات کے لیے باعث سہولت ہو۔

صلوٰۃ التسبیح:

صلوٰۃ التسبیح نماز کا ایک خاص طریقہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بڑے اہتمام سے سکھایا تھا، اور فرمایا تھا اس طرح کہ نماز دن میں ایک پڑھ لیا کریں، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں،

اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو مہینے میں ایک مرتبہ، اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ، نیز اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اگر تمہارے گناہ عالج کے ریت کے برابر ہوں تب بھی (اس نماز کی بدولت) اللہ تعالی تمہاری مغفرت فرما دیں گے" (جامع ترمذی) عالج ایک جگہ کا نام ہے جو سخت ریتیلے علاقے میں واقع تھی، جہاں ریت بہت ہوتی تھی۔ (قاموس)

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اس نماز کی بدولت ان کی مغفرت کی امید ہے۔ چناں چہ بزرگان دین نے اس نماز کا اہتمام فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ روزانہ ظہر کے وقت اذان واقامت کے دوران یہ نماز پڑھتے تھے، اور حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ "جو شخص جنت میں جانا چاہے وہ صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کرے" اور حضرت ابوعثمان حیریؒ فرماتے ہیں کہ: "مصیبتوں اور غموں سے نجات کے لیے میں نے کوئی عمل صلوٰۃ التسبیح سے بڑھ کر نہیں دیکھا"۔

(معارف السنن ص:۲۸۲، ج۴)

لہٰذا اعتکاف کے دوران یہ نماز یا تو روزانہ یا جتنی مرتبہ توفیق ہو ضرور پڑھنی چاہیے۔

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے پڑھی جائیں، باقی تمام ارکان تو عام نمازوں کی طرح ہوں گے، البتہ اس نماز کے دوران ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ (سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر) مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق پڑھا جائے گا، اور اگر اس کے ساتھ (ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) بھی ملا لیں تو اور اچھا ہے۔ طریقہ یہ ہوگا:

① نیت باندھ کر حسب معمول ثنا سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھیں، جب قرأت سے فارغ ہو جائیں تو رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے کھڑے مذکورہ بالا تسبیح

پندرہ مرتبہ پڑھیں، پھر رکوع میں جائیں۔

② رکوع میں جانے کے بعد حسب معمول تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں، اس کے بعد رکوع سے اٹھیں۔

③ رکوع سے اٹھ کر پہلے حسب معمول سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کہیں، پھر کھڑے ہوکر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں پھر سجدے میں جائیں۔

④ سجدے میں جا کر پہلے حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں پھر دس مرتبہ مذکوہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھیں۔

⑤ سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں، اور بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں پھر دوسرے سجدے میں جائیں۔

⑥ سجدے میں جا کر حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے بجائے دوبارہ بیٹھ جائیں، اور دس مرتبہ مزید مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔

اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ یہ تسبیحات پڑھی گئیں، اسی طرح باقی تین رکعت پڑھ لیں، یوں کل تین سو تسبیحات چار رکعتوں میں ہوں گی۔ دوسری اور چوتھی رکعت میں یہ تسبیحات التحیات پڑھنے کے بعد پڑھی جائیں گی۔

دوسرا طریقہ یہ بھی جائز اور حضرت عبداللہ بن المبارک سے ثابت ہے کہ شروع میں قرأت کے بعد یہ تسبیحات پچیس مرتبہ پڑھ لیں، پھر دوسرے سجدے تک دس دس مرتبہ پڑھتے رہیں، اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر نہ پڑھیں، بلکہ سیدھے کھڑے ہوجائیں، علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ان دونوں طریقوں سے صلوٰۃ التسبیح پڑھنی چاہیے، کبھی پہلے طریقے سے کبھی دوسرے طریقے سے۔

تسبیحات کی تعداد خود بخود یاد رہتی ہوں تو انگلیوں پر نہ گننا چاہیے، لیکن اگر کسی کو بھول ہوجاتی ہوتو انگلیوں پر گننا جائز ہے، اگر کسی ایک رکن میں تسبیحات پڑھنا بھول گیے تو اگلے رکن میں قضا کریں، اس طرح کہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات پوری ہوجائیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ رکوع کی بھولی ہوئی تسبیحات قومہ میں قضا نہ کریں، بلکہ سجدے میں جا کر قضا کریں۔ اور پہلے سجدے کی بھولی ہوئی تسبیحات سجدوں کے درمیانی جلسے میں قضا نہ کریں، بلکہ دوسرے سجدے میں جا کر قضا کریں۔ (شامی: ج۱ص۴۶۱)

صلوٰۃ الحاجۃ:

جب کسی انسان کو کوئی دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت درپیش ہوتو آنحضرت ﷺ نے نماز حاجت پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ نماز حاجت پڑھنے کے مختلف طریقے مشائخ سے منقول ہیں، لیکن اس کا جو مسنون طریقہ روایات حدیث میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت سے پڑھیں، نماز کا طریقہ عام نفلی نمازوں کی طرح ہوگا، کوئی فرق نہیں، البتہ نماز سے فارغ ہوکر الحمد للہ کہے، درود شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے:

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم، الحمد للہ رب العالمین اسألک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا حاجۃ ھی لک رضا الا قضیتھا یا ارحم الراحمین (جامع الترمذی)

اس کے بعد جو حاجت درپیش ہو، اپنی زبان میں اس کی دعا مانگے۔

(صلوٰۃ الحاجۃ کی محدثانہ تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو: معارف السنن ج۴ ص۲۷۵)

یوں تو یہ صلوٰۃ الحاجۃ ہر دنیوی واخروی ضرورت کے لیے پڑھی جاسکتی ہے، لیکن

اگر اسے پڑھ کر اللہ تعالی سے یہ دعا کی جائے کہ "یا اللہ مجھے اور میرے گھر والوں کو دین پر عمل کرنے اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما اور جنت نصیب فرما۔ آمین" تو ان شاء اللہ بڑا نفع ہوگا۔

بعض مستحب نمازیں:

بعض مستحب نمازیں بڑی فضیلت اور ثواب کی حامل ہیں، یوں تو ہر مسلماں کو چاہیے کہ ہمیشہ ان کا اہتمام کرے، لیکن خاص طور سے اعتکاف کے دوران ان کی پابندی آسان ہے۔ اور اگر اعتکاف میں ان پابندی کر کے اللہ تعالی سے دعا کی جائے کہ باقی دنوں میں بھی ان کی توفیق ہوجایا کرے تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالی اعتکاف کی برکت سے ان تمام مستحبات کا عادی بنادے۔

تحیۃ الوضو:

ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو کے طور پر پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ:

"مامن احد يتوضا فيحسن الوضوء ويصلي ركعتين يقبل بقلبه ووجهه عليهما الا وجبت له الجنة" (ماخوذ از شامی)

"جو شخص بھی وضو کرے، اور اچھی طرح وضو کرے، اور دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اپنے ظاہر و باطن سے نماز ہی کی طرف متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب کردی ہوجاتی ہے"۔

اعتکاف کے دوران چوں کہ انسان مسجد ہی میں ہوتا ہے، اس لیے تحیۃ المسجد کا موقع نہیں ہوتا، لیکن جب بھی وضو کریں، تحیۃ الوضو پڑھنے کا اہتمام کرلیں تو ان شاء اللہ بہت فضیلت کا موجب ہوگا، تحیۃ الوضو پڑھنے کا اہتمام کرلیں تو ان شاء للہ بہت

فضیلت کا موجب ہوگا، تحیۃ الوضو کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، عام نمازوں کی طرح یہ بھی پڑھی جائے گی۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ نماز اعضا خشک ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ (درمختار مع شامی ص: ج ا ص ۴۵۸) اگر کسی وجہ سے تحیۃ الوضو کا وقت نہ ملے تو سنت موکدہ یا فرض نماز شروع کرتے وقت اسی نماز میں تحیۃ الوضو کی نیت بھی کر لی جائے تو ان شاء اللہ اس کی فضیلت سے محروی نہ ہوگی۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ سے فرمایا کہ "اے بلال! مجھے بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ کون سا عمل ہے جس کے بارے میں تمہارے سب سے زیادہ امید ہو (کہ اللہ تعالی اس کی بدولت تم پر رحم فرمادیں گے) اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے"۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ "میں نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس کے بارے میں مجھے زیادہ امید ہو (بہ نسبت اس کے کہ) میں نے دن اور رات کے جس وقت بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی بھی توفیق ہوئی نماز ضرور پڑھی (مشکوٰۃ: ص ۱۱۶)

نماز اشراق:

نماز اشراق وہ نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہے، اشراق کی دو رکعت ہوتی ہیں، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس میں افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا تسبیحات یا تلاوت میں مشغول رہے، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو دو رکعت پڑھ لے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت (اشراق کی) پڑھیں تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا، پورے حج اور عمرے کا۔ (ترمذی، ترغیب، ج ا ص ۱۶۴)

اور حضرت سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور اشراق کی دو رکعت پڑھنے تک خیر کے سوا کچھ زبان سے نہ نکالے تو اس کے گناہ، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، معاف کر دیئے جاتے ہیں

(مسند احمد، ابوداؤد وغیرہ ترغیب ج ا ص ۱۶۵)

صلوٰۃ الضحیٰ:

صلوٰہ الضحیٰ کو اردو میں نماز چاشت بھی کہتے ہیں۔ اس نماز کی بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کا مستحب وقت ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان جتنے گھنٹے ہوتے ہوں ان کو چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ گذارنے کے بعد زوال آفتاب سے پہلے پہلے کسی وقت بھی یہ نماز پڑھ لیں۔ مستحب وقت تو یہی ہے، لیکن اگر اس سے پہلے مگر طلوع آفتاب کے بعد کسی وقت بھی پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (شامی، کبیری، ص ۳۷۳)

صلوٰۃ الضحیٰ میں چار سے لے کر بارہ تک جتنی رکعت پڑھ سکتے ہوں، پڑھ لیں، بلکہ اس سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں، اور اگر دو رکعتیں بھی پڑھ لیں تو ادنیٰ فضیلت انشاء اللہ حاصل ہو جائے گی۔ (شامی: ج ا ص ۴۵۹)

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ چناں چہ حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ:

''من صلی الضحیٰ رکعتین لم یکتب من الغافلین، ومن صلی اربعا کتب من العابدین، ومن صلی ستا کفی ذالک الیوم، ومن صلی ثمانیا کتبہ اللہ من القانتین، ومن صلی ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ'' (الترغیب والترھیب، بحوالہ طبرانی ورواتہ ثقات)

''جو شخص چاشت کی دو رکعت پڑھے وہ غافلوں میں نہیں شمار ہوگا، اور جو چار

پڑھے وہ عبادت گزاروں میں لکھا جائے گا، اور جو چھ پڑھے اس کے لیے (یہ چھ رکعات) دن بھی (نزول رحمت) کے لیے کافی ہو جائیں گی، اور جو آٹھ پڑھے اسے اللہ تعالیٰ خاشعین میں لکھ لے گا، اور جو بارہ رکعت پڑھے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنادے گا"۔

ابن ماجہ اور ترمذی کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ صلوٰۃ الضحیٰ کی پابندی کرنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں تب بھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ (ترغیب: ج اص ۲۳۵)

صلوٰۃ الاوابین:

عام طور پر صلوۃ الاوابین ان نفلوں کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں، یہ کم از کم چھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ چھ رکعت مغرب کی دوسنت موکدہ کے علاوہ پڑھی جائیں، تاہم اگر وقت کم ہو تو سنت مؤکدہ سمیت چھ پوری کرلی جائیں تب بھی ان شاء اللہ اس نماز کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھم بسوء عدلن له بعبادة ثنتی عشرة سنة" (ترمذی)

"جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیاں کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو یہ چھ رکعات اس کے لیے بارہ سال عبادت کے برابر شمار ہوں گی۔"

اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

"من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة" (ترمذی)

''جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا''

علما امت اور بزرگان دین نے اس نماز کا بڑا اہتمام فرمایا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

نماز تہجد:

تہجد کی نماز نوافل میں خاص طور پر سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے، افضل یہ ہے کہ یہ آخر شب میں پڑھی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اس میں بہتر یہ ہے اس میں قیام، رکوع، اور سجدہ طویل کیا جائے، اور قیام میں قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی جائے، جن حضرات کو طویل سورتیں یاد نہ ہوں وہ اعتکاف کے موقع کو غنیمت سمجھ کر خاص خاص سورتیں یاد کر لیں، مثلاً سورۃ یسین، سورۃ مزمل، سورۃ ملک، سورۃ واقعہ، وغیرہ اور تہجد میں یہ طویل سورتیں پڑھیں۔

اعتکاف کے دوران خاص طور پر تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ وقت اللہ تعالی کی خاص رحمتوں کے نزول کا ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ فایدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ واضح رہے کہ تہجد کی نماز صبح صادق سے پہلے پہلے ختم کر لینی چاہیے، کیوں کہ صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل پڑھنا جایز نہیں ہے۔ البتہ اگر صبح صادق سے پہلے نماز کی نیت باندھی ہوئی ہو اور نماز کے درمیان صبح صادق ہو جائے تو دو رکعتیں پوری کر لینا جائز ہے۔ (شامی: ج۱ص۲۷۶)

اللہ تبارک وتعالی زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو ان فضائل اعمال پر عمل کرنے کی توفیق کامل مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وعلى اٰله وصحبه اجمعين واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

مرتب

تعلیم الاسلام

بڑوں کے لیے

تالیف

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تنقیح

مولوی محمد عمران عثمان و رفقاء

خلاصہ تقریظ از حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمۃ اللہ علیہ

بعض کتابیں حجم میں مختصر اور افادیت میں مفصلات سے بڑھ کر یا کم از کم ان کی ہم سر ضرور ہوتی ہیں، اس کی بہترین مثال حضرت اقدس مفتی اعظم ہند، حضرت مفتی کفایت اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر مگر جامع تصنیف تعلیم الاسلام ہے۔ جس کی افادیت وضرورت سے ہر مسلم گرانہ آشنا ہے اور ہونا بھی چاہئے۔

کتاب کی اسی افادیت میں مزید نکھار کے لئے ہمارے جامعہ کے فاضل مولانا محمد عمران سلمہ نے چند مفید خصوصیات پر مشتمل ایک بہترین کوشش فرمائی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ مولوی صاحب موصوف کی یہ بہترین کوشش تعلیم الاسلام کی افادیت میں مزید اضافہ کرے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس علمی کوشش کو قبولیت سے نوازے اور عوام وخواص کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے اور مرتب کو اس جیسے علمی کاموں کی مزید توفیق بخشے۔

خلاصہ تقریظ از حضرت مولانا انور بدخشانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ

تعلیم الاسلام مصنفہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ اگرچہ اپنے حجم میں چھوٹی ہے لیکن افادیت میں کئی بڑی کتابوں سے بڑھ کر ہے بلکہ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کا بہترین مصداق بھی ہے۔ چونکہ یہ کتاب ابتداءً بچوں کے لئے تیار کی گئی تھی اس لئے مروجہ فقہی کتابوں سے ذرا ہٹ کر اس کی ترتیب تھی، نیز اپنی گوں ناگوں افادیت او رمقبولیت کی بناء پر بڑے بھی اس کے محتاج تھے اس لئے ہمارے جامعہ کے ہونہار فاضل عزیزم مولوی محمد عمران نے اس کو از سر نو کتب فقہی کی طرز پر مرتب کیا۔ لیکن حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بغیر کسی تبدیلی وترمیم کے، چنانچہ اب یہ تعلیم الاسلام "بڑوں کے لئے" تیار ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو ظاہری و باطنی ترقیات سے نوازے اور ان کی اس کوشش کو پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے۔

ناشر

مدرسۃ ابراھیم الاسلامیہ

ST-4 سیکٹر 16/A ملک کوآپریٹو سوسائٹی اسکیم 33 گلزار ہجری کراچی

موبائل: 0300-2227275